اسکولوں اور مدرسوں کے بچوں کیلئے

صلی اللہ علیہ وسلم

سید فرید الوحیدی مدنی

دار الاشاعت
021-2213768

اسکولوں اور مدرسوں کے بچوں کے لئے

رسولِ عربی ﷺ

مرتبہ

سید فرید الوحیدی مدنی، فاضل دیوبند، ایم اے (علیگ)

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

عرضِ ناشر

زیرِ نظر کتاب رسولِ عربی کو بچوں کے لئے ایک مفید کتاب جان کر برادرِ عزیز مفتی محمد رفیع عثمانی مہتمم دار العلوم کراچی نے اس کے چند نسخے ہندوستان سے منگا کر دار العلوم کراچی کے ابتدائی درجوں میں داخلِ درس کیا تھا جس کو بچوں نے بہت ذوق و شوق سے پڑھا اور اس کے دلچسپ اور آسان مضامین اور خوبصورت نظمیں زبانی یاد کر لیں۔ انہی بچوں میں میری بہت ہی پیاری بھتیجی میمونہ عثمانی اور عزیز ترین بھتیجہ محمد عمران عثمانی بھی شامل ہیں یہ دونوں اس کتاب کی دلچسپ نظمیں اپنے خاص لب لہجہ میں ہم سب کو سنا کر محظوظ کرتے اور تقاضہ کرتے کہ یہ کتاب ہمیں لا کر دیں لیکن یہ پاکستان میں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے احقر نے عذر کیا تو انہوں نے تقاضہ کیا کہ یہ کتاب آپ چھپوا کر ہمیں تحفہ دیں چنانچہ انہی کی فرمائش پر یہ مبارک کتاب مصنف کی اجازت سے پاکستان میں شائع کی جا رہی ہے جو فی الحقیقت اس کی مستحق ہے کہ تمام مدارس اسلامیہ اور اسکول اور مسلم گھرانے اس کو اپنے یہاں باقاعدہ پڑھانے کا انتظام کریں اور سیرتِ طیبہ سے آسان اور دلچسپ انداز میں اپنے بچوں کو واقف کرانے کا موقع فراہم کریں۔

محمد رضی عثمانی

۱۷ صفر ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء۔

ملنے کے پتے

دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

مکتبہ دار العلوم ڈاک خانہ دار العلوم کراچی ۱۴

ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دار العلوم کراچی ۱۴

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی ، لاہور

فہرست

بچے کی دُعا

علامہ اقبالؒ

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے
ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
میرے اللہ بُرائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اس رہ پہ چلانا مجھ کو

پہلی بات

پوجا، رسول، پیغامبر، نصیب، دوزخ، جنت

آج سے کوئی چودہ سو برس پہلے کی بات ہے کہ دنیا میں بہت خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں، سب لوگ بتوں کی، آگ کی اور سورج وغیرہ کی پوجا کیا کرتے تھے، ایک دوسرے کو ذرا ذرا سی بات پر قتل کر ڈالتے تھے، چوری، ڈاکہ اور گالی گلوچ بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔ کسی کے یہاں جب لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اس کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، وہ بے چاری چیختی چلاتی رہ جاتی تھی، اور بتوں کی اور آگ کی پوجا کرنے والے اس پہ سینکڑوں من مٹی ڈال کر دبا دیتے تھے۔

جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا تو اس عورت کو آگ میں ڈال کر زندہ جلا دیا جاتا تھا، شراب بہت پیتے تھے اور حرام اور گندی چیزیں کھاتے تھے، دنیا میں جتنی بری باتیں ہوتی ہیں سب کرتے تھے، تب اللہ میاں نے ان کو بری باتوں سے روکنے کے لئے اپنا رسول دنیا میں بھیجا، اس نے آکر سب لوگوں کو بتلایا کہ اللہ میاں سے ڈرو، اس کا حکم مانو، ورنہ دوزخ میں جلائے جاؤ گے، بڑے بڑے سانپ اور موٹے موٹے

بچھو تمہیں کاٹیں گے، نہ تمہیں کھانے کو کچھ ملے گا اور نہ پینے کو کوئی چیز نصیب ہو گی۔ جب تمہیں پیاس لگے گی تو گندھک اور پیپ کا بدبو دار پانی پینا پڑے گا۔

اور اگر اللہ میاں کا حکم مانو گے تو جنت میں جاؤ گے وہاں بڑھیا بڑھیا میوے اور پھل کھانے کو ملیں گے، گلاب اور کیوڑے سے زیادہ خوشبودار اور شکر سے زیادہ میٹھا پانی پینے کو ملے گا اور ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہو گے۔

اللہ کے رسول نے سب لوگوں سے کہا کہ دیکھو چوری کرنا ڈاکہ ڈالنا، گالی دینا اور شراب پینا، جھوٹ بولنا، یہ سب بہت بری باتیں ہیں اللہ میاں ان سب باتوں سے بہت ناراض ہوتے ہیں۔

سب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغامبر کی سنیں اور بہت سے لوگوں نے ان پر عمل کیا، اسی پیغامبر کی کہانی ہم تمہیں سناتے ہیں، یہ کہانی بہت اچھی ہے، اسے غور سے پڑھنا اور یاد رکھنا۔

سوالات

۱۔ چودہ سو برس پہلے دنیا کی کیا حالت تھی ؟

۲۔ اللہ میاں کے رسولؐ نے کیا باتیں بتلائیں ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

جہالت ، یتیم ، برکتیں ، چڑھائی ، کنگورے

ہمارے ہندوستان سے بہت دور، سمندر پار، پچھم کی طرف ایک ملک ہے ، اس کا نام عرب ہے ، وہاں جہالت اور گمراہی ، بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی ، وہاں ایک بہت شریف اور عزت والے گھرانے میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاوّل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے ، آپ ابھی پیٹ میں تھے کہ آپ کے والد جناب عبداللہ کا انتقال ہو گیا اور آپ یتیم ہو گئے ۔

بچہ جب پیٹ میں رہتا ہے تو ماں کو بہت تکلیف ہوتی ہے ، متلی آتی ہے اور قے ہوتی ہے مگر ہمارے حضورؐ بڑی برکت والے تھے اس لئے آپ جب اپنی والدہؓ

کے پیٹ میں تھے تو انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔
آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دیکھو تمہارے ایک بچہ پیدا ہوگا، وہ تمام انسانوں کا سردار ہوگا، جب وہ پیدا ہو تو تم یہ کہنا کہ میں اس بچہ کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں، اور اس بچہ کا نام مُحَمَّدؐ رکھنا۔
آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد بڑی بڑی برکتیں دکھلائی دیں، جس سال آپؐ پیدا ہوئے اسی سال ملک یمن کے بادشاہ ابرہہ نے بہت سے ہاتھی لے کر مکہ پہ چڑھائی کی اور کعبہ کو گرانا چاہا، مکہ والوں میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کا مقابلہ کریں اور اس سے لڑیں، بس اللہ پاک نے آسمان پر ننھی ننھی چڑیاں بھیجیں، ان چڑیوں نے اپنی چونچ میں لے کر اتنی کنکریاں برسائیں کہ سب ہاتھی مر گئے اور ابرہہ اور اس کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ گیا، جس وقت آپؐ پیدا ہوئے اس وقت ملک ایران کے بادشاہ کے محل کے چودہ کنگرے خود بخود گر گئے، وہاں کا بادشاہ اللہ میاں کو اور انکے حکم کو نہیں مانتا تھا اور آگ کی پوجا کرتا تھا، اس کے یہاں ایک

جگہ پر آگ جل رہی تھی، جس کو ایران کے لوگ ایک ہزار سال سے برابر جلا رہے تھے اور بجھنے نہ دیتے تھے، جب آپؐ پیدا ہوئے تو خود بخود وہ آگ بجھ گئی اور اللہ میاں نے بتلا دیا کہ دیکھو ہم نے اپنا پیارا بندہ زمین پر بھیج دیا ہے، اب تم لوگ آگ اور پتھر کی پوجا نہیں کر سکتے۔ جب آنحضورؐ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی والدہ بی بی آمنہ نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔

اسی زمانہ میں مکہ کے آس پاس کے گاؤں سے کچھ عورتیں آئیں جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو شہر سے لے جایا کرتی تھیں اور انہیں دودھ پلایا کرتی تھیں، تاکہ وہ گاؤں میں رہ کر خوب تندرست ہو جائیں۔

سب عورتوں نے بڑے بڑے گھرانوں سے بچے لے لئے مگر ہمارے سرکارؐ کو کسی نے اس لئے نہ لیا کہ یہ غریب تھے، ان کے باپ نہیں تھے، اور تم جانو غریب کو کون پوچھتا ہے، گاؤں کی عورتوں میں ایک عورت تھیں، ان کا نام بی بی حلیمہ تھا، وہ بہت غریب تھیں ان کے پاس جو اونٹنی تھی وہ بہت کم دودھ دیتی تھی

اور ان کی سواری کا گھوڑا بھی بہت دُبلا تھا، خود ان کے بھی بہت کم دودھ ہوتا تھا اس لئے اُن کا بچہ عبداللہ بیچارہ بھوکا رہتا تھا، تو سب عورتوں کو بچے مل گئے، مگر انہیں نہ ملا، وہ بیچاری بہت رنجیدہ ہوئیں، ان کے شوہر نے کہا کہ تم افسوس کیوں کرتی ہو، انہوں نے کہا کہ سب عورتوں کو بچے مل گئے مجھے نہیں ملا، اب ایک ہی بچہ رہ گیا ہے مگر وہ بہت غریب ہے، بی بی حلیمہ کے شوہر نے کہا کہ غریب ہے تو کیا ہوا؟ تم اُسی بچہ کو لے لو، بی بی حلیمہ نے خوشی خوشی ہمارے سرکار کو لے لیا، انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ بچہ جسے میں لے رہی ہوں دنیا جہان کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہے، وہ تو بیچاری سمجھی تھیں کہ ایک ننھا سا پیارا بچہ ہے اور بس!

حضورؐ کی پیدائش

بدی کا زور تھا ہر سو، جہالت کی گھٹائیں تھیں
فساد و ظلم کی چاروں طرف پھیلی ہوائیں تھیں
خدا کے حکم سے ناآشنا، مکہ کی بستی تھی
گناہ و جرم سے چاروں طرف وحشت برستی تھی
ذرا سی بات پر تلوار چل جاتی تھی آپس میں
تو پھر یہ جنگ آتی ہی نہ تھی دو چار کے بس میں
خدا کے دین کو اک کھیل بچوں کا سمجھتے تھے
خدا کو چھوڑ کر ہر چیز کو معبود کہتے تھے
اگر لڑکی کی پیدائش کا گھر میں ذکر سن لیتے
تو اس معصوم کو زندہ زمیں میں دفن کر دیتے
وہ اپنے ہاتھ ہی سے پتھروں کے بت بناتے تھے
انہیں کے سامنے جھکتے، انھی کی حمد گاتے تھے
کسی کا نام عزیٰ تھا، کسی کو لات کہتے تھے
ہبل نامی بڑے بت کو بتوں کا باپ کہتے تھے

غرض جو بھی برائی تھی سب ان میں پائی جاتی تھی
نہ تھی شرم نہ حیا آنکھوں میں، مگر گھر گھر بے حیائی تھی
مگر اللہ نے ان پر جب اپنا رحم فرمایا
تو عبداللہ کے گھر میں خدا کا لاڈلا آیا!
عرب کے بتکدوں میں گر پڑے تھرا کے بت سارے
بجھا ایران کا آتشکدہ بھی خوف کے مارے
عرب کے لوگ اس بچہ کا جب اعزاز کرتے تھے
تو عبدالمطلب قسمت پر اپنی ناز کرتے تھے
خدا کے دین کا پھر بول بالا ہونے والا تھا
محمدؐ سے جہاں میں پھر اُجالا ہونے والا تھا

"رشید الوحیدی"

سوالات

۱۔ حضورؐ کے پیدا ہونے کے وقت کیا باتیں پیش آئیں؟
۲۔ آپ کی والدہ کا نام اور آپ کے والد کا نام بتاؤ؟

معنی بتاؤ

پورا ہونا ۔ بیٹا ۔ صبر ۔ جہالت ۔ بزرگ ۔ برکتیں ۔ نصیب

بی بی حلیمہؓ کے گھر میں آپؐ کی برکتیں

قحط، کلمات، رضاعی، نجومی، دین

جب بی بی حلیمہ نے آپ کو لے لیا اور لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئیں تو بی بی حلیمہ کی اونٹنی کا دودھ بڑھ گیا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اونٹنی کو دوہا تو اس نے اتنا دودھ دیا کہ میں نے اور میرے شوہر نے خوب پیٹ بھر کر پیا اور بی بی حلیمہ کا دودھ بھی بڑھ گیا، ان کے بچے عبداللہ نے بھی پیا اور حضورؐ نے بھی پیا حالانکہ پہلے دودھ بہت کم ہوتا تھا، میاں عبداللہ اکیلے ہی بھوکے رہ جاتے تھے، جب بی بی حلیمہ آپؐ کو لے چلیں تو ان کی سواری کا گھوڑا جو دبلا تھا اور بہت آہستہ چلتا تھا، اب بہت تیز رفتار ہو گیا تھا، اور سب سے آگے آگے رہتا تھا۔

حضورؐ بی بی حلیمہ کے گھر پہنچے تو ان کے گاؤں میں قحط پڑا ہوا تھا، بکریوں کے دودھ نہ ہوتا تھا، مگر جیسے ہی حضورؐ پہنچے ہیں ان کی سب بکریاں دودھ دینے لگیں، اور سب کی بکریاں دودھ بالکل نہیں دیتی تھیں۔ جب آپؐ دو برس کے ہو گئے تو آپؐ کا دودھ چھڑا دیا گیا، جب آپؐ کا دودھ چھوٹا تو سب سے پہلے آپؐ نے یہ کلمات ادا فرمائے۔

"اللّٰہ اکبر کبیرا والحمد للّٰہ حمدا کثیرا وسبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلا"

دو ہی سال میں آپ ماشاء اللہ خوب بڑے معلوم ہونے لگے تھے، جب آپؐ کا دودھ چھڑا دیا گیا تو بی بی حلیمہ آپؐ کو مکہ لائیں تاکہ آپؐ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیں، مگر بی بی حلیمہ کا جی نہ چاہتا تھا کہ آپؐ ان سے جدا ہوں، اتفاق سے ان دنوں مکہ میں طاعون کی بیماری پھیلی ہوئی تھی، بی بی حلیمہ نے آپؐ کی والدہ سے عرض کیا کہ ابھی طاعون پھیلا ہوا ہے جب یہ کم ہو جائے گا، تو دے جاؤں گی۔ آپؐ

کی والدہ آمنہ نے اجازت دے دی اور بی بی حلیمہ آپؐ کو واپس لے آئیں۔

آپؐ کبھی بچوں کے ساتھ فضول کھیل کود میں نہیں لگتے تھے، ایک دن آپ نے اپنی رضاعی والدہ سے پوچھا کہ میرے بھائی دن بھر کہاں رہتے ہیں، انہوں نے فرمایا، کہ وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ میں بھی جایا کروں گا، پھر روزانہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جانے لگے۔

ایک دن آپ بکریاں چرانے گئے ہوئے تھے، وہاں اللہ میاں کے حکم سے اُن کے فرشتے آئے اور انہوں نے آپؐ کا سینہ چیر کر آپؐ کا دل نکال لیا، اور اُسے دھو کر پاک صاف کر کے پھر رکھ دیا اور آپؐ کا سینہ پہلے جیسا کر دیا، یہ دیکھ کر آپؐ کے بھائی دوڑے دوڑے ہانپتے کانپتے گھر آئے اور اپنی والدہ سے یہ قصہ سنایا کہ میرے بھائی محمدؐ کو دو آدمیوں نے لٹا کر ان کا سینہ چیر ڈالا ہے، بی بی حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں گھبرائے ہوئے چراگاہ پہنچے، تو

دیکھا کہ اچھے خاصے بیٹھے ہیں، مگر بہت ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔

بی بی حلیمہ نے پوچھا، کہ بیٹا! کیوں ڈرے ہوئے ہو؟ فرمایا کہ امی! دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چیرا اس میں سے کچھ نکال کر لے گئے ہیں۔ بی بی حلیمہ انہیں گھر لائیں، اور ایک نجومی کے پاس لے گئیں، تاکہ دریافت کریں کہ یہ کیا معاملہ ہے، مگر وہ آپؐ کو دیکھ کر چلّانے اور شور مچانے لگا کہ لوگو دوڑو! اس بچے کو قتل کر دو، ورنہ تم لوگ غارت ہو جاؤ گے۔ یہ بچہ تمہارے دین کو مٹا دے گا، اور تمہیں ایسا راستہ دکھلائے گا جو تم نے آج تک نہ سنا ہو گا۔

بی بی حلیمہ نے اس نجومی کو بہت ڈانٹا اور آپؐ کو لے کر گھر آگئیں، مگر ان کمونوں باتوں سے بہت ڈر گئیں۔ اور آپؐ کو آپؐ کی والدہ بی بی آمنہ کے پاس پہنچا دیا، آپؐ اتنے دن حضرت بی بی حلیمہ کی گود میں کھیلے، اور ان کے گھر میں رہے اس لئے

سب کو ان سے بہت محبت ہو گئی، بڑے ہو کر جب آپؐ نے اسلام کی دعوت دی، تو بی بی حلیمہ، ان کے شوہر، ان کی ایک لڑکی، ایک لڑکے جو بچپن میں ہمارے سرکار کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ سب مسلمان ہو گئے۔

آپؐ کے رضاعی والد کا نام حارث تھا اور رضاعی بہن اور بھائی جو مسلمان ہوئے تھے ان کا نام شیما اور عبداللہ تھا اور رضاعی والدہ کا نام تو تمہیں معلوم ہی ہے۔

سوالات

۱۔ دودھ چھڑانے کے وقت آپؐ نے کیا کلمات ادا کیے؟
۲۔ بی بی حلیمہ کون تھیں؟ اور ان کو کیا برکتیں حاصل ہوئیں؟
۳۔ رضاعی کسے کہتے ہیں؟ اور آپؐ کے رضاعی والد اور رضاعی بھائی، بہن کے کیا نام تھے!

دادا اور والدہ کی وفات

پرورش ، انتقال ، وفات ، وصیت ، تربیت

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی حلیمہ کے گھر سے اپنی والدہ کے پاس آ گئے ، اور اپنی اماں جان کی گود میں پرورش پانے لگے لیکن اللہ میاں کو کچھ اور ہی منظور تھا ، چنانچہ جب آپؐ چھ برس کے ہو گئے ، تب آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مدینہ منورہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئیں ، وہاں کچھ دن رہ کر جب واپس تشریف لا رہی تھیں تو راستہ میں ایک جگہ پڑتی ہے ، اس کا نام ہے اَبوا ، جب آپؐ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اَبوا میں پہنچے تو وہیں آپؐ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔

بچو! تمہیں یاد ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے آپؐ کے والد ماجد کی وفات ہو

چکی تھی اب چھ برس کی عمر میں والدہ کا سایہ بھی سر سے
اُٹھ گیا اور سرکارؐ اتنی ننھی سی عمر میں بِن ماں باپ کے
ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ سفر میں آپ کی باندی اُمِّ ایمن
بھی تھیں وہ آپؐ کو اپنے ساتھ مکہ معظمہ لے آئیں اور
آپؐ کے دادا عبدالمطلب کے حوالہ کر دیا، آپؐ کے دادا
جناب عبدالمطلب بہت بڑے آدمی تھے، مکہ کے سب
لوگ ان کی عزت کرتے تھے، انہوں نے بڑے پیار اور
بڑی محبت سے آپؐ کی پرورش شروع کر دی، ان کو
آپؐ سے بڑی محبت تھی اور آپ بھی دادا سے بہت
محبت کرتے تھے مگر اللہ میاں نے یہ پسند نہ کیا کہ اس
کا رسولؐ آدمیوں کے ہاتھوں سے پرورش پائے اور لوگ
یہ کہیں کہ فلاں کی پرورش نے محمدؐ کو اس قابل کر دیا،
جب آپؐ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو بی بی آمنہ کی
وفات کے دو ہی سال بعد جناب عبدالمطلب نے بھی
منہ موڑ لیا اور آپؐ کو اکیلا چھوڑ کر انتقال فرما گئے،
جب آپؐ کے دادا کا جنازہ اٹھا، تو آپؐ چھوٹے سے
تو تھے ہی، پیچھے پیچھے دوڑے چلے جاتے اور روتے

جانتے تھے، جب اُن کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے لڑکے یعنی حضورؐ کے چچا ابوطالب کو وصیت کی کہ محمدؐ کی پرورش اور تربیت خوب محبت سے کرنا۔

جناب ابوطالب کو ہمارے سرکارؐ سے اتنی محبت تھی کہ اپنے ساتھ ہی سُلایا کرتے تھے اور اپنے ساتھ ہی کھانا کھلاتے تھے اور ہر دم اپنی آنکھوں کے سامنے ہی رکھتے تھے، جناب ابوطالب کے پاس بکریاں تھیں حضورؐ انہیں چرانے جایا کرتے تھے۔

حضورؐ پڑھے لکھے نہ تھے اور بالکل اُمّی تھے مگر تمہیں یاد ہوگا، اور تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ دو برس کی عمر میں جب سرکارؐ کا دودھ چھٹا، تو آپ نے سب سے پہلے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا پڑھا تھا، تم خود سوچو کہ جو بچّہ دو برس کی عمر میں اس طرح اللہ کی حمد پڑھنے لگے، اُسے دنیا کی پڑھائی کی کیا ضرورت ہے، آپؐ کو خدا نے اپنے گھر سے پڑھا کر بھیجا تھا، چھوٹی سی عمر تھی، بکریاں چراتے تھے، مگر نہ کبھی کسی نے کوئی شرارت دیکھی، نہ آپؐ کی زبان

سے کوئی بُرا لفظ یا گالی سُنی۔ نہ آپ بازاروں میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، حالانکہ بالکل بے پڑھے لکھے تھے۔ مگر دیکھو کبھی حضورؐ کو اَن پڑھ نہ کہدینا، یہ لفظ بُرا سا لگتا ہے، دین و دنیا کے سب سے بڑے آدمی اور اللہ کے محبوب کے لئے یہ لفظ اچھا نہیں لگتا، ہاں اگر کوئی بات پڑے تو اُمّی کہہ سکتے ہو۔

سوالات

۱۔ آپؐ کی والدہ کی وفات کس جگہ ہوئی ؟

۲۔ دادا اور والدہ کی وفات کے وقت حضورؐ کی عمر کیا تھی ؟

۳۔ دادا کے انتقال کے بعد حضورؐ کس کی تربیت میں رکھے گئے ؟

۴۔ اُمّی کسے کہتے ہیں ؟

حضورؐ کا سفرِ شام اور نکاح

زلزلہ، پادری، نبی، یہودی، چاک، عیسائی

تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ حضورؐ اپنی والدہ کے بعد دادا کی پرورش میں آئے اور دادا کے بعد آپؐ کے چچا جنابؐ ابوطالب آپؐ کی تربیت کرنے لگے۔

اب حضورؐ کی عمر بارہ برس کی ہو گئی۔ آپؐ کے چچا جناب ابوطالب ملک، شام میں تجارت کرنے جایا کرتے تھے، چونکہ حضورؐ بچے تھے اور سفر میں تم جانو کس قدر تکلیفیں ہوتی ہیں اس لئے وہ حضورؐ کو ساتھ نہ لیجاتے تھے، مگر اب کی بار وُہ چلنے لگے تو حضورؐ انہیں لپٹ گئے اور کہا کہ میں بھی چلوں گا، چچا کو بھتیجے کا دل توڑنا گوارہ نہ تھا، انہوں نے آپؐ کو ساتھ لے لیا، چلتے چلتے آپ لوگ ایک جگہ پہنچے اس جگہ کا نام

"تیما" تھا، وہاں آپؐ کو ایک عیسائی پادری نے دیکھا
اس نے جناب ابوطالب سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ
کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرا بھتیجا ہے، اس نے
کہا کہ یہ اللہ کے آخری نبی ہیں، میں نے توریت میں
ان کے متعلق پڑھا ہے، جیسا میں نے پڑھا ہے، یہ
بالکل ویسے ہی ہیں، اگر تم انہیں شام لے جاؤ گے تو
یہودی انہیں پہچان جائیں گے اور قتل کر دیں گے، یہ
سُن کر جناب ابوطالب نے آپؐ کو وہیں سے مکّہ واپس
کر دیا۔ وہاں سے آ کر حضورؐ مکّہ میں رہنے لگے۔

مکّہ کی ایک بہت مالدار خاتون تھیں، اُن کا نام
خدیجہ تھا، اُن کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا مگر وہ
لوگوں کو تجارت کا سامان دے دیتی تھیں، لوگ سامان
بیچ دیتے تھے، خدیجہ انہیں مزدوری دے دیتی تھیں،
جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنی
تو کہلوایا کہ میرا سامان شام لے جاؤ اور فروخت کر کے
دوسرا سامان لاؤ، نفع میں آدھا تمہارا اور آدھا میرا،
آپؐ نے قبول فرما لیا، خدا کا کرنا کہ شام میں حضور

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سامان بک گیا، اور بہت نفع ہوا، اور وہاں سے آپ بہت بڑھیا سامان خرید کر لائے اور بہت ایمانداری سے حضرت خدیجہؓ کو سارا نفع دیدیا۔ اور ایک ایک پائی کا حساب سمجھایا، اس سے وہ بہت خوش ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شادی کا پیام دیا۔ آپ نے منظور فرما لیا، بس حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہو گئی، جب آپ کی شادی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ چالیس برس کی تھیں اور آپ کی عمر اُس وقت پچیس برس کی تھی، حضرت خدیجہؓ سے آپ کو بیحد محبت تھی، اور وہ بھی آپ سے بہت محبت کرتی تھیں، ان سے حضورؐ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، صاحبزادوں کے نام یہ ہیں :-

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت طاہر رضی اللہ عنہ

اور صاحبزادیوں کے نام یہ تھے۔

۳۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا
۳۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا
۴۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمہؓ سے حضورؐ کو بہت محبت تھی، اور آپؐ فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہؓ جنّت کی عورتوں کی سردار ہے، ان کے علاوہ حضورؐ کے ایک صاحبزادے اور تھے، ان کا نام حضرت ابراہیم، حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ ہمارے حضورؐ کی ایک اور بیوی تھیں، جن کا نام حضرت ماریہ قبطیہؓ تھا۔

سوالات

۱۔ شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی اور آنحضورؐ کی کیا عمریں تھیں؟
۲۔ شام کے سفر کے وقت آپؐ کی عمر شریف کیا تھی اور عیسائی پادری نے کیا کہا تھا؟
۳۔ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے نام بتاؤ؟

غارِ حرا میں عبادت اور نبوت

عذاب، امین، حجر اسود، فخر، نبوت، خیانت

یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے بُرے کاموں سے بچتے رہتے تھے، کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا، نہ کسی پر ظلم کیا، نہ لڑتے تھے نہ گالی دیتے تھے، شرافت سے اور بہت اچھے آدمیوں کی طرح زندگی گذارتے تھے، کبھی کسی بُت کی پوجا نہیں کی، اور نہ کوئی ایسا کام کیا، جو اللہ میاں کو بُرا لگے۔ شادی کے بعد آپ مکہ کے قریب ایک پہاڑ کی کھوہ میں چلے جایا کرتے تھے، اس کھوہ کا نام غارِ حرا تھا، بس صبح سے شام تک غارِ حرا میں بیٹھے اپنے اللہ میاں کو یاد کرتے رہتے تھے، مکہ کے سب لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے، اور آپ سے محبت

کرتے تھے اور کہتے تھے ہم نے اس شخص کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اور نہ کوئی بری بات کرتے دیکھا نہ کسی کی چیز لے کر اس میں خیانت کرتے سنا، ان سب اچھی باتوں کی وجہ سے مکہ کے سب لوگ آپؐ کو "امین" کہتے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ کے لوگوں میں ایک دوسرے سے لڑائی ہو گئی، ہوا یہ کہ خانہ کعبہ میں ایک پتھر لگا ہوا تھا، اس کا نام "حجر اسود" تھا، اس پتھر کی بڑی عزت کی جاتی تھی، لوگ اسے چومتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے، ایک مرتبہ بڑی زور کا سیلاب آیا اور خانہ کعبہ کی وہ دیوار گر گئی جس میں یہ پتھر لگا ہوا تھا، چنانچہ دیوار دوبارہ بنائی جانے لگی۔ جب "حجر اسود" کو دیوار میں دوبارہ لگانے کا وقت آیا تو اس کے لئے سب لڑنے لگے، ہر شخص چاہتا تھا کہ میں لگاؤں اور یہ فخر مجھے نصیب ہو، مگر کسی طرح معاملہ طے نہ ہوتا تھا، آخر سب نے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکَم بنایا کہ جو فیصلہ آپؐ کر دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا، آپؐ نے ایک بڑی سی چادر میں حجر اسود کو

رکھ دیا، اس کے چاروں کونوں کو چار بڑے بڑے قبیلوں
کے سرداروں سے پکڑا کر دیوار کے پاس لائے اور پھر خود
اٹھا کر دیوار میں لگا دیا، یہ فیصلہ سب لوگوں نے بیحد پسند
کیا اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

ایک دن آپؐ روز کی طرح غار میں بیٹھے اللہ میاں
کو یاد کر رہے تھے، کہ اللہ میاں کے حکم سے اُن کے
خاص فرشتے حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ "پڑھ"
آپؐ نے جواب دیا کہ میں تو اُمّی ہوں، کیسے پڑھوں؟
حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو سینے سے لگا کر دبایا، اور پھر
پہلے کی طرح کہا کہ "پڑھ"؟ حضورؐ نے پھر کہا کہ میں
تو اُمّی ہوں، کیسے پڑھوں؟ حضرت جبرائیلؑ نے پھر
آپؐ کو دبایا، اور کہا کہ "پڑھ"؟ اب کی مرتبہ حضورؐ
اللہ میاں کے حکم سے فوراً پڑھنے لگے اور جو کچھ حضرت
جبرائیلؑ نے بتایا، وہ آپؐ نے یاد کر لیا، گھر آ کر حضرت
خدیجہؓ سے یہ واقعہ بتلایا، وہ آپؐ کو ایک شخص کے
پاس لے گئیں، وہ شخص یہودی مذہب کا بہت بڑا
پادری تھا، اس نے سارا قصہ سن کر کہا کہ اللہ میاں

نے آپؐ کو نبوّت دی ہے اور آپؐ پر اپنا کلام اُتارا ہے اور آپؐ وہی پیغمبر ہیں جن کے متعلق ہمارے مذہب کی کتاب توریت میں بہت سی باتیں اور نشانیاں لکھی ہیں، پھر حضورؐ نے یہ کیا کہ جو کچھ حضرت جبرائیلؑ آپؐ کو سناتے آپؐ اُسے یاد کر لیتے اور آہستہ آہستہ لوگوں کو سناتے، جب یہ معلوم ہو گیا کہ آپؐ نبی ہیں تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ مسلمان ہوئیں، گویا دنیا کی سب سے پہلی مسلمان حضرت خدیجہؓ ہیں، جنہوں نے حضورؐ کو نبی مانا، پھر حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وغیرہ مسلمان ہوئے۔

پہلے تو آپؐ چپکے چپکے لوگوں کو اللہ کا کلام سناتے رہے، پھر ایک روز آپؐ نے مکہ کے بہت سے آدمیوں کو جمع کیا، اور آبادی کے قریب ایک پہاڑ پر سب کو لے گئے، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے سارے آدمیوں سے پوچھا: "اے قریش کے لوگو"! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر آ رہا ہے، جو تم سے لڑائی کرے گا، تو تم یقین کرو

گے یا نہیں ؟" سب نے کہا کہ ہم ضرور یقین کریں گے، اس لئے کہ ہم نے کبھی تم سے جھوٹ نہیں سنا۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو! بُت پرستی چھوڑ دو اللہ میاں پر ایمان لاؤ، میں خدا کا نبی ہوں، اگر ایمان لاؤ گے تو بھلائی ہو گی، ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے یہ سُن کر سب خفا ہو کر چلے گئے، ایک بار پھر حضورؐ نے اپنے خاندان والوں کے سامنے تقریر کی کہ خدا ایک ہے، اسی کی پوجا کرو، ورنہ عذاب میں پھنس جاؤ گے مگر سب نے ہنس کر ٹال دیا، تیسری مرتبہ آپؐ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو سمجھانے لگے، اس پر لوگوں نے آپؐ پر حملہ کیا، اس وقت مسلمان کل چالیس عدد تھے اور دشمن بہت سے تھے، آپؐ کے رضاعی باپ حضرت حارثؓ رضی اللہ عنہ جن کا تذکرہ تم پیچھے پڑھ چکے ہو، آپؐ کو بچانے کے لئے دوڑے مگر دشمنوں نے انہیں اتنا مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔

جب آپؐ کو نبوت ملی تو آپؐ کی عمر شریف چالیس برس کی تھی۔

بچو! یاد رکھنا کہ سب سے پہلی مسلمان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں، اور سب سے پہلے شہید حضرت حارث رضی اللہ عنہ تھے۔
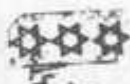
سوالات

۱- حجرِ اسود کسے کہتے ہیں؟ اور اس پر کیا جھگڑا ہوا تھا اور حضورؐ نے کیسے فیصلہ کیا؟
۲- نبوت کے وقت حضورؐ کی کیا عمر تھی؟
۳- حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کہاں اور کیا واقعہ پیش آیا؟

دشمنوں کا ظلم اور مسلمانوں کی ہجرت

کلام، مایوس، صحابی، دین، اشاعت، ہجرت

جب حضورؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے برابر اللہ کا کلام اور اسلام پھیلانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور بلا خوف و ڈر کے لوگوں کو اللہ میاں کی باتیں سنانے لگے تو دشمنوں کو بہت بُرا لگا اور سب جمع ہو کر آپؐ کے چچا جناب ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ یا تو آپ اپنے بھتیجے کو اللہ میاں کی باتیں بتلانے سے منع کر دیں یا ان کی طرفداری نہ کریں، جناب ابوطالب نے فرمایا کہ نہ میں اسے منع کروں گا اور نہ اس کی طرف داری چھوڑوں گا، جو اس کا جی چاہے گا وہ کرے گا ہاں اگر وہ کسی کو تکلیف دے گا یا بری باتیں کرے گا تو البتہ میں اُسے منع کروں گا، دشمن جناب ابوطالب

کا جواب سن کر مایوس ہو گئے۔
ہمارے سرکار برابر اسلام کی اشاعت میں لگے رہے
مکہ کے دشمن پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا
کہ اگر تم اپنے بھتیجے کو منع نہ کرو گے، تو ہم تم سے
اور تمہارے سب خاندان والوں سے لڑیں گے۔ جناب
ابوطالب نے حضورؐ کو سمجھایا اور کہا کہ: چچا کی جان!
مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو، کہ میں برداشت نہ کر سکوں اور
ایسی باتیں نہ کرو، جس سے سب لوگ تمہارے دشمن ہو
جائیں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ: چچا جان! اگر یہ لوگ
میرے ایک ہاتھ میں سورج اور ایک ہاتھ میں چاند
رکھ دیں تب بھی میں اللہ کا کلام سنانے اور اسلام
پھیلانے سے نہ رکوں گا، یا تو میں خدا کا سچا دین لوگوں
میں پھیلا دوں گا، یا اسی کوشش میں مر جاؤں گا۔
ابوطالب نے کہا کہ: اچھا جاؤ، تم اپنا کام کرو تمہیں
کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا۔ جب مشرکین نے دیکھا کہ حضورؐ
کسی طرح نہیں مانتے تو انہوں نے آپؐ کو ہر طرح
تکلیفیں پہنچانی شروع کیں، جس طرف سے آپؐ گذرتے

تھے اور کانٹے بچھا دیتے تھے۔ بازاروں میں لڑکے حضورؐ کو ڈھیلے مارتے تھے، اور گالیاں دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر غضبہ نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اتنی زور سے گھسیٹی کہ آپؐ گر پڑے، ایک مرتبہ آپؐ نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں گئے تو ایک دشمن نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپؐ کی پیٹھ پر لاد دی، عورتیں راستہ میں چلتے ہوئے آپؐ پر کوڑا کرکٹ ڈال دیتی تھیں۔ آپؐ کے ساتھی مسلمانوں پر بھی بڑے بڑے ظلم کیے جاتے تھے۔

بچو! جن مسلمانوں نے مسلمان رہتے ہوئے آپؐ کو دیکھا ہے اور مسلمان ہی رہتے ہوئے مرے ہیں، ان کو "صحابی" کہتے ہیں۔ اب ہم جب بھی صحابی کہیں گے تو تم سمجھ جانا کہ حضورؐ کے ساتھی مسلمانوں کا ذکر ہے تو ایک صحابی تھے، ان کا نام حضرت خبابؓ تھا مشرکین ان کو جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا کرتے تھے۔ اور ان کے سینہ پر پیر رکھ لیتے تاکہ وہ اٹھنے نہ پائیں

ایک دوسرے صحابیؓ تھے، ان کا نام حضرت بلالؓ تھا ان کو گرم ریت پر لٹا کر سینہ پہ پتھر رکھ دیا کرتے تھے اور کہتے کہ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دو، مگر وہ پھر یہی کہتے کہ "اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے" پھر ان کے گلے میں رسّی ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا کرتے تھے ان کا تمام بدن چھل جاتا اور خون بہنے لگتا، مگر وہ پھر یہی کہتے کہ "اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے" ایک صحابیؓ حضرت زبیرؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر آگ میں رکھ دیا کرتے تھے، مسلمانوں کی آنکھیں پھوڑ دیا کرتے تھے، ڈھیلوں سے مار کر لہو لہان کر دیتے تھے، جب مسلمان بہت تنگ آ گئے اور دشمنوں کا ظلم کم نہ ہوا تو حضورؐ نے سولہ مسلمانوں کو ملک حبشہ بھیج دیا، تاکہ وہاں آرام و اطمینان سے رہیں، اور اسلام کی اشاعت کریں، وہاں کے بادشاہ کو نجاشی کہتے تھے، اس نے مسلمانوں کی بڑی عزت کی اور مسلمان وہاں اطمینان سے رہنے لگے۔ جب مکے کے مشرکوں کو معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں اطمینان سے رہتے ہیں، تو انہوں نے تین

چار دشمنوں کو نجاشی کے پاس بھیجا، کہ ان سے کہہ دو کہ: ہمارے ملک کے کچھ آدمی تمہارے ملک میں آ گئے ہیں، انہیں واپس کر دو، نجاشی نے ان مشرکین کے سامنے ہی مسلمانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں آئے ہو؟ اور یہاں سے واپس جاؤ گے یا نہیں؟ مسلمانوں میں سے ایک صحابی حضرت جعفرؓ نے کہا، کہ "اے بادشاہ" ہم پہلے بالکل جاہل تھے، پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے، مُردار کھاتے تھے اور گالیاں بکتے تھے، لڑتے تھے اور لوگوں کو بے قصور قتل کر ڈالتے تھے، اللہ میاں نے ہم پہ رحم کھایا، اور ہمارے لئے ایک رسولؐ بھیجا، وہ رسولؐ ہمارے ہی کنبہ میں پیدا ہوا، اور بہت عالی نسب ہے اس نے ہمیں سارے بُرے کاموں سے روک دیا، اور ہم کو زکوٰۃ دینی، نماز پڑھنی اور روزہ رکھنا اور رحم کرنا، اور اللہ کی عبادت کرنی سکھلائی، بس ہم اس پر ایمان لائے۔ اور ہم واپس نہ جائیں گے، نجاشی نے یہ حالات سنے، تو فوراً مسلمان ہو گیا، اور مشرکین کو نکلوا دیا، اور

کہا کہ ہم مسلمانوں کو یہاں سے نہ جانے دیں گے۔

سوالات

۱۔ جناب ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟

۲۔ کفار مسلمانوں پر کس کس طرح ظلم کرتے تھے؟

۳۔ ہجرت کا واقعہ بیان کرو؟

مکّہ کے کافروں کا بائیکاٹ

بائیکاٹ ، معاہدہ ، گھاٹی ، شعب ابی طالب

رفتہ رفتہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مکہ کے بڑے بڑے لوگ ہوتے لگے اور اسلام قبول کرنے لگے تو دشمنوں کو بہت فکر ہوئی اور انھوں نے آپؐ سے کہا کہ اگر آپؐ دولت چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کو اس قدر دولت دیں گے کہ مکہ کے سب سے زیادہ مالدار آدمی ہو جائیں گے ، اور آپؐ بادشاہی چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کو بادشاہ بنا لیں گے ، مگر آپ اسلام پھیلانا چھوڑ دیں ، اس کے جواب میں حضورؐ نے کافروں کو قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں ، ایک کافر نے آیتیں سن کر کہا کہ خدا کی قسم ! یہ انسان کا کلام نہیں ہو سکتا ، اور میں نے اتنا اچھا کلام کبھی نہیں سنا ، پھر

سب نے مل کر یہ طے کیا کہ حضورؐ کے پورے خاندان سے بات چیت بالکل بند کر دی جائے، نہ کوئی چیز دی جائے نہ کھانے پینے کی کوئی چیز ان کے ہاتھ بیچی جائے اور سب مسلمانوں کو شہر سے الگ کر دیا جائے، ان سب مشرکین کا سردار ابوجہل تھا، اس نے ایک معاہدہ تیار کیا اور اسے خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا، کہ جو شخص کسی مسلمان کی ہمدردی کرے گا، ہم اسے بھی الگ کر دیں گے، حضورؐ اپنے سب خاندان والوں اور سب مسلمانوں کو لے کر مکہ سے باہر ایک گھاٹی میں چلے گئے اس گھاٹی میں آپؐ کو اور سب ساتھیوں کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملتی تھی، پہلے پہل تو جو کچھ ساتھ لائے تھے کھاتے پیتے رہے، پھر کچھ بھی نہ رہا، مکہ سے جا کر کچھ نہیں لا سکتے تھے، کیونکہ سب دشمنوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا، درختوں کی پتیاں اور سوکھے ہوئے چمڑے پکا پکا کر کھاتے تھے، بچوں سے رہا نہیں جاتا تھا تو وہ بھوک سے رونے تھے، ان کے رونے سے مشرک بہت خوش ہوتے تھے، خدا کا کرنا ایسا

ہوا کہ جو معاہدہ خانہ کعبہ پر لٹکایا گیا تھا، اُسے دیمک نے چاٹ لیا اور اس کے حروف مٹ گئے، پھر تو بائیکاٹ ختم ہو گیا اور حضورؐ سب کو لیکر مکہ تشریف لے آئے جس گھاٹی میں آپؐ رہے تھے، اس کا نام شعب ابی طالب تھا۔

جب حضورؐ واپس تشریف لائے تو اسلام کو نازل ہوئے دس برس گذر چکے تھے، اور یہ بائیکاٹ تین برس تک رہا۔

سوالات

۱۔ بائیکاٹ کس طرح ہوا، اور کیسے ختم ہوا؟

۲۔ بائیکاٹ سے مسلمانوں کو کیا تکلیفیں پہنچیں؟

۳۔ یہ بائیکاٹ کتنے دن رہا، اور حضورؐ کہاں پر رہے؟

ابوطالبؓ اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

نگہبان، بخشش، احسان، شفیق ہستیاں

بڑی پریشانیوں اور مصیبتوں کے بعد جب حضورؐ شعب ابی طالب سے نکلے تو اس کے بعد ہی فوراً آپؐ کے چچا جناب ابو طالب کا انتقال ہو گیا جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو، جناب ابو طالب کو ہمارے سرکارؐ سے بہت محبت تھی، انہوں نے آپؐ کی وجہ سے تمام مکہ والوں سے دشمنی مول لے لی تھی اور مشرکین سے کہہ دیا تھا کہ میرے بھتیجے "محمدؐ" کو کوئی کچھ نہ کہے، جناب ابو طالب مکہ کے بزرگ آدمی تھے، اس لئے سب اُن سے ڈرتے تھے، ان ہی کے ڈر کی وجہ سے ہمارے سرکارؐ کو دشمن کچھ نہیں کہہ سکتے تھے، ورنہ کئی مرتبہ انہوں نے چاہا کہ حضورؐ کو قتل کر ڈالیں مگر جناب

ابوطالب کی وجہ سے کسی کی ہمت نہ پڑی، ویسے تو خدا آپؐ کا نگہبان تھا، اور وہی سب کو بچانے والا ہے۔ مگر ابو طالب نے حضورؐ کے لئے اپنی جان لڑا دی، حضورؐ کے ساتھ شعب ابی طالب میں قید رہے، گالیاں کھائیں مگر آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا، انہیں یہ بھی منظور نہ تھا کہ ایک دن کے لئے بھی آپؐ سے جدا ہوں، اور ہمارے سرکارؐ کو بھی چچا سے بہت محبت تھی، جب وہ بیمار ہوئے تو حضورؐ نے ان کی بڑی خدمت کی اور بہت کہا کہ آپؐ مسلمان ہو جائیں، مگر وہ کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ تو سچا ہے۔ لیکن اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا، تو لوگ کہیں گے کہ اپنے دادا کے دین سے پھر گیا جب انتقال ہونے لگا، تو حضورؐ نے کہا کہ اب آخری وقت ہے، کلمہ پڑھ لیجئے، اور وہ تیار ہو گئے، مگر چند دشمنوں نے بہکا کر روک دیا، ان کے انتقال کا آپؐ کو بہت صدمہ ہوا، اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر میرا خدا مجھے نہ روکے گا تو میں اپنے چچا کی بخشش کے لئے دعا کیا کروں گا۔

ایک مرتبہ پہلے جناب ابوطالب بیمار ہوئے تھے تو انہوں نے حضورؐ سے فرمایا، کہ بیٹا جس خدا نے تمہیں نبی بنایا، اُس سے دعا کرو کہ وہ تمہارے چچا کو اچھا کر دے، آپؐ نے دعا کی اور وُہ اچھے ہو گئے۔

پیارے بچو! جناب ابوطالب ہمارے سرکار کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، ان کا ہم پر بہت احسان ہے اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہوئے لیکن مسلمانوں کی اور مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت اور حفاظت کی اور ان کے لئے سب سے لڑے۔

دعا کیا کرو کہ اللہ میاں ان پر رحم فرمائے (آمین)

جناب ابوطالب کے انتقال کے بعد اسی سال آپؐ کی پیاری بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

انتقال کے وقت ان کی عمر ۶۵ برس کی تھی، اور حضورؐ کی عمر شریف پچاس برس کی تھی، ان کے انتقال سے بھی آپؐ کو بیحد صدمہ ہوا، ایک ہی سال میں دو شفیق ہستیاں اٹھ گئیں، اب مکہ والوں کو آپؐ کے

پریشان کرنے کا خوب موقع ملا، اور وہ بہت تنگ کرنے لگے۔

ایک دن راستہ میں کسی مشرک نے آپؐ کے سر پر دھول ڈال دی، آپؐ گھر تشریف لائے تو آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ دیکھ کر رونے لگیں، آپؐ نے فرمایا: بیٹی! صبر کرو، تمہارے باپ کیساتھ اللہ میاں ہیں

کچھ دنوں کے بعد تبلیغ کے لئے آپؐ طائف گئے طائف مکہ کے قریب ایک شہر کا نام ہے، وہاں آپؐ نے لوگوں کو اللہ کا کلام سنایا اور صحیح اور سیدھا راستہ دکھلایا، مگر وہاں کے لوگوں نے بھی آپؐ کو پتھروں سے مارا، اور راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے، اور ہمارے سرکارؐ پر اتنے پتھر مارے کہ آپؐ کے بدن سے خون بہنے لگا اور لہو لہان ہو گئے، وہ لوگ آپؐ کو گالیاں دیتے تھے، اور آپؐ کے پیچھے تالیاں بجاتے، آخر ایک مہینہ کے بعد وہاں سے تشریف لے آئے۔

معراج کا واقعہ اور مدینہ میں اسلام

تبلیغ ، براق ، حوضِ کوثر ، قبیلہ ، قافلہ ، زیارت

پیارے بچو! تمہیں یاد ہو گا، کہ جب حضورؐ پچیس برس کے ہوئے، تب بی بی خدیجہؓ کے ساتھ آپؐ کی شادی ہوئی پھر جب آپؐ غارِ حرا میں اللہ میاں کو یاد کرنے لگے تو چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی، نبوت ملنے کے بعد کافروں نے آپؐ پر بہت ظلم کیا، اور تین سال تک شعبِ ابی طالب میں قید رہنا پڑا، اور پچاس برس کی عمر میں آپؐ کے چچا اور بی بی خدیجہؓ دونوں کا انتقال ہو گیا، پھر آپؐ طائف تشریف لے گئے، وہاں بھی کافروں نے آپؐ پر ظلم کئے، اب آپؐ مکہ تشریف لے آئے اور یہاں اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔ اسی درمیان میں ایک بہت اچھا واقعہ پیش آیا (اس واقعہ کو معراج

کہتے ہیں) اسلام نازل ہونے کے دس برس بعد یہ ہوا کہ ایک روز حضورؐ سو رہے تھے کہ آپؐ کے پاس جبرئیلؑ تشریف لائے، وہی جبرئیلؑ جو غار حرا میں آتے تھے، جن کا ذکر تم پیچھے پڑھ چکے ہو، وہ آئے اور آپؐ کو اٹھا کر کہا، کہ میرے ساتھ چلئے، حضورؐ تیار ہو گئے، حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کو ایک گھوڑے پر سوار کر دیا، اس گھوڑے کا نام براق تھا، وہ بجلی سے بھی زیادہ اڑتا تھا، یوں سمجھو کہ دو تین سکنڈ میں وہ تمام دنیا کا چکر لگا سکتا تھا، اس پر سوار کر کے حضرت جبرائیلؑ آپؐ کو فلسطین کی مسجد اقصیٰ میں لائے، وہاں سب پیغمبر جو آپؐ سے پہلے آ چکے تھے، اور فرشتے جمع تھے، آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔

بچو! تم سوچتے ہوگے کہ سب پیغمبر تو انتقال کر چکے تھے، پھر وہ کیسے آئے؟ تو بھائی بات یہ ہے کہ اللہ میاں کے قبضہ میں سب کچھ ہے، اسی نے سب کو جمع کر دیا، جب آپؐ نماز پڑھا چکے، تو حضرت جبرئیلؑ آپؐ کو پہلے آسمان پر لے گئے، وہاں حضرت آدمؑ سے

آپ کی ملاقات ہوئی، پھر دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ سے، تیسرے پر حضرت یوسفؑ سے، چوتھے پر حضرت ادریسؑ سے، پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ سے، اور ساتویں پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقاتیں ہوئیں، پھر آپؐ نے حوضِ کوثر اور جنت و دوزخ کی سیر کی۔ وہاں سے آپؐ اللہ میاں کے دربار میں پہنچے اور پہنچتے ہی سجدے میں گر گئے، پھر اللہ میاں نے حکم دیا کہ تم پر اور تمہاری اُمت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی پھر آپؐ واپس ہوئے، راستہ میں مکہ کے کافروں سے ملے، جو مکہ سے دوسرے شہروں میں تجارت کے لئے آتے تھے، جب آپؐ کا براق اُن کے پاس پہنچا تو آپؐ نے سلام کیا، انہوں نے آپؐ کی آواز پہچانی، مگر جب حضورؐ نے مکہ میں آکر کہا، کہ دیکھو میں تمہیں وہاں ملا تھا، میں نے سلام کیا تھا، فلاں جگہ تمہارا اونٹ گم ہو گیا تھا، فلاں جگہ تم پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ تم جادوگر ہو، جادو کے زور سے بتلاتے ہو، اور آپؐ کو ستانے لگے، جب آپؐ کوئی بات انہیں بتلاتے

تو آواز سے آواز ملا کر شور مچاتے، تاکہ اسے سن نہ سکیں، جو قبیلے اور قافلے باہر کے شہروں سے تجارت وغیرہ کے لئے آتے تھے یا حج کرنے کے لئے آتے تھے، حضورؐ انہیں اسلام کا پیغام سنایا کرتے تھے، جو لوگ حج کے لئے آتے تھے، انہیں میں مدینہ کے لوگ بھی ہوتے تھے مدینہ میں دو بہت بڑے قبیلے تھے، ایک کا نام اوس تھا اور دوسرے کا نام خزرج تھا، ان دونوں میں بہت لڑائی رہا کرتی تھی، اتفاق سے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی مدینہ سے حج کرنے آئے، حضورؐ نے انہیں اللہ کا کلام سنایا وہ چھ کے چھ مسلمان ہو گئے۔ دوسرے سال بارہ آدمی مدینہ سے آئے اور وہ سب مسلمان ہو گئے اور حضورؐ سے عرض کیا، کہ کوئی آدمی ہمارے ساتھ کر دیجئے، جو ہمیں قرآن شریف پڑھایا کرے۔

آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بھیجدیا، تیسرے سال بہتر آدمی مدینہ سے آکر مسلمان ہوئے اور انہوں نے مدینہ جا کر گھر گھر اسلام پھیلانا شروع کیا، اور اللہ کا کلام سنانا شروع کیا، اس طرح بہت آدمی مسلمان

ہو گئے اور حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو تڑپنے لگے۔

جب آہستہ آہستہ مدینہ میں اللہ میاں نے اسلام کا بول بالا کر دیا، تو حضورؐ نے تمام صحابہؓ کو اجازت دے دی کہ جس کا جی چاہے مدینہ چلا جائے۔

جب کافروں کو معلوم ہوا کہ مسلمان مدینہ جا رہے ہیں تو انھوں نے روکنا چاہا، مگر مسلمان جاتے رہے اور رفتہ رفتہ اکثر مسلمان چلے گئے۔

سوالات

۱۔ معراج کا پورا واقعہ بیان کرو؟

۲۔ سب نبی حضورؐ کو کہاں ملے اور ان کے کیا نام تھے؟

۳۔ حضورؐ نے معراج سے واپس آ کر کافروں کو کیا بتلایا؟

آنحضرتؐ کی ہجرت

عزیزہ غارِ ثور قبار

آہستہ آہستہ بہت سے صحابہؓ مدینہ پہنچ گئے، اور مکہ میں چند ہی مسلمان رہ گئے، جب مشرکوں نے دیکھا کہ مسلمان مدینہ پہنچ کر طاقت پکڑ رہے ہیں تو وہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ ہم لوگوں کو بالکل ختم کر ڈالیں، کسی نے کہا کہ محمدؐ کو پکڑ کر قید کر لو، کسی نے کہا شہر سے نکال دو، آخر یہ طے پایا کہ آپؐ کو قتل کر دیا جائے اِدھر دشمنوں نے یہ طے کیا، اُدھر اللہ میاں نے اُن کا ارادہ حضورؐ پر ظاہر کر دیا اور بتلا دیا، کہ یہ لوگ تمہیں قتل کرنے والے ہیں، لہذا تم فوراً مدینہ چلے جاؤ آپؐ اسی وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لیگئے، اور

فرمایا کہ میں مدینہ جا رہا ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا، کہ میں بھی چلوں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی چلو۔

جب رات ہوئی، تو چند مشرک آپؐ کو قتل کرنے کے لئے آپؐ کے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے کہ جب صبح کو آپؐ نکلیں گے تو آپؐ کو قتل کر دیں گے حضورؐ نے اپنے بستر پہ حضرت علیؓ کو سلایا، اور ان سے یہ بتلا دیا کہ میں جا رہا ہوں، لوگوں نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے، حضرت علیؓ آپؐ کے بستر پر سو گئے اور آپؐ سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے گھر سے نکل گئے دشمنوں کی آنکھوں پر اللہ میاں نے پردہ ڈال دیا، اور انہوں نے حضورؐ کو دیکھا تک نہیں، حضورؐ اطمینان سے نکل گئے، گھر سے نکل کر آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور انہیں ساتھ لیا، جب مکہ سے نکلنے لگے تو ایک نظر مکہ کی طرف ڈالی، اور کہا کہ "اے خاکِ مکہ تو دنیا میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے، مگر میں بالکل مجبور ہو کر جا رہا ہوں"۔ اور مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف

روانہ ہو گئے۔

جب آپؐ مکہ سے نکلے تو رات ختم ہو رہی تھی، صبح ہوتے ہوتے ایک پہاڑ پر پہنچے، اس پہاڑ کا نام "ثور" تھا، اب دن ہو چکا تھا، اگر آپؐ آگے بڑھتے تو خطرہ تھا کہ دشمن آپؐ کا پیچھا نہ کریں، اس لئے دونوں نے یعنی حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی پہاڑ کے ایک غار میں قیام فرمایا۔

اب ذرا مکہ کے لوگوں کی بات سنو، جب صبح ہو چکی اور حضورؐ باہر نہیں نکلے، تو مشرکوں نے سوچا کہ یہ تو پریشانی کی بات ہے، یہ سوچ کر وہ حضورؐ کے گھر میں گھس گئے، اور آپؐ کو تلاش کرنے لگے مگر وہ تو خدا کے فضل سے پہلے ہی تشریف لے جا چکے تھے، اب تو سب دشمن گھبرائے، اور فوراً چاروں طرف آدمی دوڑا دیئے اور اعلان کر دیا کہ جو شخص حضورؐ کو تلاش کر کے گرفتار کر لے گا، اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے، یہ اعلان سن کر بہت سے مشرک حضورؐ کو گرفتار کرنے کے لئے نکل پڑے، دو چار مشرک تلاش کرتے

کرتے اسی غار کے قریب پہنچے جہاں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے، جب وہ قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ڈر لگا کہ کہیں دشمن غار میں پہنچ کر گرفتار نہ کر لیں، حضورؐ نے فرمایا، کہ ڈرو مت۔ ہمارے ساتھ اللہ میاں ہیں، دشمنوں نے دیکھا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا ہے اور کبوتر نے انڈے دے رکھے ہیں، اسی لئے انہیں یہ خیال ہی نہیں ہوا کہ یہاں کوئی آدمی ہو گا، اور وہ واپس لوٹ آئے، غار ثور میں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن تک رہے، تینوں دن برابر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ دونوں حضرات کے لئے کھانا لے جایا کرتی تھیں اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ روزانہ رات کو مکہ کی خبریں پہنچایا کرتے۔

تین دن کے بعد حضورؐ غارِ ثور سے نکلے اور ایک اونٹ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ سوار ہوئے، ایک پر آپؐ سوار ہو گئے، اور مکہ سے مدینہ کی طرف چل بڑھے، مگر دشمن برابر حضورؐ کی تلاش میں لگے ہوئے تھے ایک مشرک

کا نام سراقہ تھا، وہ حضورؐ کی تلاش میں نکلا ہوا تھا،
اتفاق سے جب آپؐ غارِ ثور سے نکلے تو اس نے دیکھ
لیا اور اپنا گھوڑا آپؐ کے پیچھے دوڑا دیا، مگر اس گھوڑے
کو ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑا لیکن اسے تو سَو اونٹوں کا لالچ
تھا کہ اگر حضورؐ کو پکڑ لیا تو سَو اونٹ انعام میں ملیں گے
اس لئے پھر اٹھا، اور آپؐ کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا جب
بالکل قریب پہنچ گیا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا،
اب تو سراقہ بیچارہ انعام و اکرام سب بھول گیا اور حضورؐ
نے اس کی طرف دیکھا تو گھوڑا فوراً نکل گیا، سراقہ ہاتھ
جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جو کچھ میرے پاس ہے،
سب آپؐ لے لیجئے، حضورؐ نے فرمایا بس تو مسلمان ہو جا
اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان نہیں ہوں گا، تو آپؐ
نے فرمایا کہ ہم تیری کوئی چیز نہیں لیں گے، پھر حضورؐ
مدینہ روانہ ہو گئے، راستہ میں ایک بڑھیا کا مکان پڑتا
تھا، اس کی بکریوں کے دودھ نہیں ہوتا تھا، حضورؐ
اس کے یہاں اُترے اور اس کی بکریوں کے تھنوں پہ
ہاتھ پھیر دیا، تو اُس کی بکریوں نے دودھ دیا، اس

بڑھیا نے اپنے شوہر سے بیان کیا، تو ان دونوں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ میاں کے مقبول و محبوب بندے ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد جب حضورؐ مدینہ پہنچ گئے تو یہ دونوں مدینہ پہنچ کر اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

مدینہ سے باہر بالکل قریب ایک بستی پڑتی تھی اس کا نام ہے "قبا" مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے آپؐ نے چودہ دن قبا میں قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد بنوائی اس مسجد کا نام مسجدِ قبا ہے وہ مسلمانوں کی دنیا میں سب سے پہلی مسجد ہے اور آج تک وہاں موجود ہے۔

سوالات

۱۔ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اور صاحبزادے کا کیا نام تھا؟

۲۔ حضورؐ کافروں کے ہاتھوں سے کیسے بچ کر نکل آئے؟

۳۔ دنیا کی سب سے پہلی مسجد کہاں ہے اور اس کا کیا نام ہے؟

مدینہ میں حضورؐ کا استقبال

استقبال، انتظار، صف، مہاجر، انصار

جب سے مدینہ کے لوگوں نے سنا تھا کہ حضورؐ آنے والے ہیں، وہ بہت انتظار کر رہے تھے، روز مدینہ سے باہر نکل کر آپؐ کی راہ دیکھا کرتے تھے، مگر روزانہ شام کو مایوس ہو کر واپس چلے جاتے، ایک دن جب مدینہ کے سب لوگ انتظار کر کے واپس چلے گئے تھے، اچانک شور اُٹھا کہ سرکارِ دو جہاں، فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، فوراً مدینہ کے تمام لوگ دوڑ پڑے اور مدینہ کے باہر لاکھوں آدمی آپؐ کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے، جدھر آنکھ اُٹھتی تھی، آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، چھوٹے چھوٹے لڑکے، ننھی ننھی بچیاں خوب خوشی میں آپؐ کے استقبال کے لئے عربی

ترانے گانے لگیں، کہ آج تو ہمارے گھر چاند نکل آیا ہے اور قسمت جاگ اٹھی ہے، عورتیں آپؐ کی زیارت کرنے کے لئے کوٹھوں پر چڑھ گئیں، اور مدینہ کے تمام لوگ دونوں طرف صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

جب حضورؐ شہر میں داخل ہوئے تو ہر شخص کی یہ آرزو تھی، کہ آپؐ ہمارے گھر پر قیام فرمائیں، حضورؐ نے اپنی اونٹنی چھوڑ دی کہ جس کے دروازے پر بیٹھ جائے گی، اسی کے گھر قیام ہو گا، اونٹنی چلتے چلتے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے دروازے پر بیٹھ گئی اور اللہ میاں نے انہیں یہ نعمت عطا فرمائی، پھر حضورؐ نے اپنے غلام زید بن حارثہؓ کو بھیج کر سب گھر والوں کو بلوا لیا، مگر آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ وہیں رہ گئیں، اس لئے کہ ان کی شادی حضورؐ کی نبوت سے پہلے ہی ہو گئی تھی، اور ان کے میاں ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس وجہ سے انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو نہیں بھیجا، اور سب لوگ مکہ سے آ گئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنے گھر والوں کو بلا لیا، حضرت

علیؓ کو حضورؐ نے اپنے بستر پر سوتا ہوا چھوڑ دیا تھا،
اب وہ بھی تشریف آئے، پھر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مسجد نبویؐ بنانی شروع کی۔

پیارے بچو! تم نے بڑی بڑی مسجدیں دیکھی ہونگی
دیکھو! تمہارے شہر میں کتنی اچھی اچھی مسجدیں ہیں، مگر ذرا
دنیا کی سب سے زیادہ بزرگ اور سب سے مبارک
مسجد کا حال سنو! ہمارے سرکارؐ نے اپنے ہاتھوں سے
مزدوروں کی طرح یہ مسجد بنائی تھی، دیواریں کچھ مٹی کی
تھیں، اور چھت کے بجائے چھپر پڑا ہوا تھا، کچا فرش
تھا، جب بارش ہوتی تھی تو کیچڑ ہو جاتا تھا، اور کیچڑ
میں نماز پڑھنی مشکل ہو جاتی، اس لئے صحابۂ کرامؓ نے
اپنی اپنی جگہ پر کنکریاں بچھا لی تھیں، مسجد سے بالکل
ملا کر حضورؐ نے اپنے رہنے کے لئے دو کمرے بنوا لئے
اور وہیں رہنے لگے، اب وہ مکہ والی بات تو رہی نہ تھی
کہ لوگ نماز نہیں پڑھنے دیتے تھے، مارتے تھے، پریشان
کرتے تھے، اب تو حضورؐ کی بنائی ہوئی مسجد میں باقاعدہ
نماز جماعت کے ساتھ ہونے لگی تھی، اب ایک مشکل

یہ تھی کہ نماز کے وقت لوگوں کو کیسے خبر دی جایا کرے
کہ وقت ہو گیا ہے، نماز پڑھنے چلو، ایک آدمی ہر ہر
شخص کے گھر جا کر بلاتا تو بہت مشکل پڑتی، اس لئے
کسی صحابیؓ نے رائے دی کہ نماز کے وقت عیسائیوں کی
طرح گھنٹہ بجا کرے، کسی نے کہا کہ بت پرستوں کی طرح
باجا بجا کرے، مگر حضرت عمرؓ ایک بہت بڑے صحابیؓ
تھے، ان کا ذکر تم اس کتاب کے بعد دوسری کتاب میں
پڑھو گے، انہوں نے کہا کہ نماز کے وقت اذان دی
جایا کرے، حضورؐ نے اور سب صحابہ کرامؓ نے یہ رائے
بہت پسند فرمائی، اور حضرت بلالؓ کو حضورؐ نے حکم دیا کہ
پانچوں وقت اذان دیا کرو، تب ہی سے یہ اذان شروع
ہوئی، اس وقت تک کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز
پڑھنے کا حکم اللہ میاں نے نہیں دیا تھا، اس لئے بیت
المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی۔

جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے انہیں مہاجر
کہتے تھے، اللہ کے راستہ میں اپنے گھر بار اور اپنے شہر
کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔

اسی لئے مکہ کے لوگوں کو جنہوں نے اللہ کے راستہ میں مکہ کو چھوڑ دیا تھا، مہاجر کہتے تھے، اور جو لوگ مدینہ آنے والوں کی مدد کرتے تھے انہیں انصار کہتے تھے، جو کسی کی مدد کرے اُسے انصار کہتے ہیں، چونکہ مدینہ کے سب رہنے والوں نے مہاجرین کی مدد کی تھی، اس لئے انہیں انصار کہتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مہاجرین اور انصار کو بھائی بھائی بنا دیا، اور مہاجرین انصار کے گھروں پر رہنے لگے، مگر تھوڑے دنوں میں مہاجرین نے تجارت کرکے اپنے گھر بنا لئے اور خوب روپیہ کما لیا اور اطمینان سے رہنے لگے، اس وقت حضورؐ کی عمر شریف ترپّن ۵۳ برس کی ہو چکی تھی۔

نعت

بدی ہر سو مسلط تھی ، جہالت کا اندھیرا تھا
دماغ و عقل پر انسان کے شیطانوں کا ڈیرا تھا
کسی کو لوٹ لیتے تھے ، کسی کو مار دیتے تھے
کوئی سائل جو آ جاتا ، اسے دھتکار دیتے تھے
غرض پوری طرح جب وہ شرارت پر اتر آئے
جناب رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن تشریف لے آئے
وہ جس کی ذات دنیا کیلئے رحمت ہی رحمت تھی
یتیموں ، بیکسوں کے حق میں یکسر خیر و برکت تھی
جو بیواؤں کے آنسو پونچھتا تھا اپنے دامن سے
جسے عادت تھی ہنس کر بولنے کی اپنے دشمن سے
ضعیفوں کی مدد کے واسطے تیار رہتا تھا
اماں اس کو بھی دی جو بر سرِ پیکار رہتا تھا
ہزاروں بت پرستوں کو مسلماں کر دیا جس نے
دلوں کو دولتِ علم و عمل سے بھر دیا جس نے

بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ چمکے تھے اسی در سے
کوئی پوچھے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ سے
وہ جس کو گالیاں سُن کر دعا دینے کی عادت تھی
جسے مخلوق سے اللہ کی خاطر محبت تھی
فرشتے بھی ادب سے جس کا ذکر خیر کرتے تھے!
ہمیشہ سامنے جاتے ہوئے رُکتے تھے ڈرتے تھے
وہ جس نے چاند کے ٹکڑے کئے تھے اک اشارے میں
زباں تعریف کر سکتی ہے کیوں کر اس کے بارے میں
وہ جس کے واسطے بخشی گئی پتھر کو گویائی!
جہاں کا ذرہ ذرہ جس کی صورت کا تھا شیدائی
سلام اس پر کہ جو زخمی ہوا طائف کی گلیوں میں
سلام اس پر کہ جس کا حسن ہے پھولوں میں کلیوں میں
سلام اس پر کہ جس نے نارِ دوزخ سے بچایا ہے
سلام اس پر جو عالم کے لئے رحمت کا سایا ہے

(رشید الوحیدی)

اللہ کے راستہ میں جہاد

قیام، خطرہ، جہاد، سریّہ، غزوہ، غزوات

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب صحابہؓ کرام نے مکہ سے نکل کر مدینہ میں قیام فرما لیا تھا مگر مکہ کے بت پرست اب بھی مسلمانوں کو بہت تنگ کرتے تھے جو مسلمان راستہ میں ان کو مل جاتا اُسے لوٹ لیتے تھے اور مار ڈالتے تھے۔

مکہ کے لوگوں نے مدینہ والوں کو خط لکھا کہ تم لوگوں نے محمدؐ کو پناہ دی ہے، اگر تم انہیں واپس نہ کرو گے تو ہم تم سے لڑیں گے، ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا، کہ تم نے محمدؐ کو کیوں پناہ دی ہے، ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔

مدینہ سے باہر مسلمانوں کی بکریاں اور دوسرے جانور

چرا کرتے تھے، مکہ کے لوگ چپکے چپکے آتے اور انہیں لوٹ
کر چلے جاتے، ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا کہ وہ مدینہ
پر حملہ نہ کر دیں، اس لئے مسلمان رات کو پہرہ دیتے
تھے، حضورؐ بھی پہرہ دیتے تھے، اس کے علاوہ طرح طرح
سے مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے، آخر اللہ میاں نے
حضورؐ کو حکم دیا کہ دشمنوں سے لڑائی کریں، جو لڑائی
اللہ میاں کے حکم کے مطابق دشمنوں سے کی جاتی ہے
اسے "جہاد" کہتے ہیں، جن لڑائیوں میں حضورؐ خود
تشریف لے گئے انہیں "غزوہ" کہتے ہیں، اور جن
لڑائیوں میں آپؐ تشریف نہیں لے گئے، بلکہ صرف
صحابہ کرامؓ کو بھیجا ہے انہیں "سریہ" کہتے ہیں تیئیس ۲۳
مرتبہ حضورؐ خود تشریف لے گئے ہیں اور تینتالیس ۴۳ لڑائیوں
میں صرف صحابہ کرامؓ کو بھیجا، اس طرح کل تیئیس ۲۳ غزوے
ہوئے اور تینتالیس ۴۳ سریہ ہوئے۔ اب کل غزوات ہم
تمہیں کہاں تک بتلائیں، اور کل سرایا کہاں تک
بیان کریں، اللہ نے چاہا تم بڑے ہو گے اور اپنے
مذہب کی تاریخ پوری طرح پڑھو گے تو تمہیں معلوم

ہو جائیں گے، اب تو ہم بڑی بڑی لڑائیوں کا حال تمہیں بتلاتے ہیں، جب اللہ میاں نے جہاد کا حکم دیا تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہؓ اور تیس مسلمانوں کو لے کر اور ایک سفید جھنڈا دے کر مشرکین سے مقابلے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے مشرکوں سے مقابلہ کیا مگر پھر لڑائی رک گئی۔ اس کے بعد پھر ایک چھوٹا سا سریّہ ہوا، یہ دونوں سرایا اس سال ہوئے، جس سال حضورؐ نے ہجرت فرمائی۔

سوالات

۱۔ سریّہ، غزوہ اور جہاد کے پورے معنی بتاؤ؟

۲۔ کل کتنے غزوات اور کتنے سرایا ہوئے؟

سن دو ہجری، غزوۂ بدر

فاصلہ، مجاہدین، مویشیوں، فصل، شہید

مدینہ سے اسّی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اس گاؤں کے قریب ایک کنواں ہے۔ اس کا نام بدر ہے۔ اسی کنوئیں کے پاس یہ لڑائی ہوئی، اس لئے اس کا نام غزوۂ بدر ہے، یہ جہاد ہجرت سے ایک سال بعد یعنی ۲ھ میں ہوا ہے، اب ہم تمہیں اس کا پورا حال سناتے ہیں۔

مکہ سے شام جانے کا راستہ مدینہ ہو کر جاتا ہے مکہ کے لوگ ہمیشہ شام جایا کرتے تھے، اور وہاں تجارت کرتے تھے، جب یہ لوگ شام جانے لگتے تو راستے میں مدینہ پڑتا تھا، وہاں یہ لوگ مسلمانوں کو لوٹ لیتے تھے اور مویشیوں کو مار ڈالتے تھے اور ہر طرح مسلمانوں کو تنگ کرتے

تھے۔ ان باتوں کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ دشمنوں کا راستہ اگر بند کر دیا جائے تو کچھ اطمینان ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ ان کا ایک قافلہ تجارت کر کے شام سے واپس آ رہا تھا، تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ مدینہ راستے میں پڑتا تھا، آپ کو اس قافلہ کا پتہ چلا تو آپؐ تین سو مجاہدوں کو لے کر دشمنوں کا راستہ روکنے کے لئے مدینہ سے نکل پڑے، مشرکین کو پتہ چلا کہ مسلمان راستہ روکنے آ رہے ہیں، تو انہوں نے فوراً ایک آدمی مکہ بھیجا، اور وہاں کے لوگوں سے کہلایا کہ ہمارا راستہ مسلمانوں نے روک لیا ہے جلدی سے مدد کے لئے آؤ! مکہ کے دشمن موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح مسلمانوں سے لڑنے کا موقع ملے، فوراً ایک ہزار سپاہی، سات سو اونٹ اور سو گھوڑے لے کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک طرف ایک ہزار آدمیوں کی فوج تھی، سات سو اونٹ تھے، سو گھوڑے تھے، عمدہ عمدہ تلواریں اور

بڑھیا بڑھیا سامان تھے، دوسری طرف تین سو اللہ کے بندے تھے، نہ اونٹ تھے، نہ گھوڑے تھے، نہ کچھ سامان تھا، ٹوٹی پھوٹی تلواریں تھیں اور بس اللہ کا نام تھا، دونوں فوجیں بدر کے کنویں پر جمع ہوئیں۔ جس طرف دشمنوں کی فوجیں اتریں اس طرف پانی خوب تھا اور جدھر مسلمانوں کی فوجیں تھیں وہاں پانی بالکل نہیں تھا، نہ بیچارے وضو کر سکتے تھے، نہ پانی پینے کو ملتا تھا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دم خوب پانی برسا سب مسلمانوں نے اپنے اپنے گھڑے بھر لئے اور گڑھا کھود کر پانی بھر لیا، جدھر دشمنوں کی فوجیں تھیں، وہاں پانی برسنے سے بہت کیچڑ ہو گیا چلنا پھرنا بھی مشکل ہو گیا، سب لوگ پھسل پھسل کر گرنے لگے۔

جب لڑنے کا وقت قریب آیا، تو تمہاری طرح یا تم سے کچھ بڑے ایک مجاہد حضورؐ کے پاس تشریف لائے ان کا نام حضرت عمیرؓ تھا، انہوں نے حضورؐ سے فرمایا کہ میں لڑنے چلوں گا، آپؐ نے فرمایا کہ میاں تم ابھی ننھے سے بچے ہو، اس قابل نہیں ہو، کہ لڑائی میں چلو

یہ سن کر وہ رونے لگے اور مچلنے لگے کہ میں بھی چلوں گا پھر حضورؐ نے انہیں بھی اجازت دے دی، پھر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں، پہلے دشمنوں کی فوج میں سے تین بڑے بڑے پہلوان نکلے، یہ تینوں پہلوان بہت مشہور پہلوان تھے، تینوں نے میدان میں آکر پکارا کہ کون ہے، جو ہمارے مقابلہ میں آکر لڑے، یہ سن کر مسلمانوں کی فوج میں سے تین مجاہد ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔

ایک حضرت علیؓ، دوسرے حضرت حمزہؓ، تیسرے حضرت عبیدہ بن حارثؓ، یہ تینوں شیر نکل کر میدان میں آئے اور تینوں مشرکین کو قتل کر کے دوزخ میں پہنچا دیا، مگر حضرت عبیدہؓ بھی زخمی ہوئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں کاندھے پہ اُٹھا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے، آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ان کی گرد وغیرہ جھاڑی، اور ان کا منہ دھلایا، مگر ان کے بہت زخم آیا تھا، اسی میں اُن کا انتقال ہو گیا، جب وہ دم توڑنے لگے، تو انہوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ میں شہید ہو رہا ہوں یا نہیں؟ حضورؐ نے فرمایا

کہ بے شک تم شہید ہو رہے ہو۔ اس سے وُہ بہت خوش ہُوئے اور تھوڑی دیر کے بعد اللہ میاں کے پاس چلے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس کے بعد دونوں لشکروں میں خوب زوروں کی لڑائی ہونے لگی، جو مسلمان مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آئے تھے، ان کے تمام رشتہ دار اس لڑائی میں دشمنوں کی فوج میں ملے ہُوئے تھے، کسی مسلمان کا بیٹا مسلمان نہیں ہوا تھا، وہ دشمنوں کی طرف سے لڑ رہا تھا، کسی کے باپ اور کسی کے بھائی اور بہت سے رشتہ دار مشرکین کی فوج میں ملے ہُوئے لڑ رہے تھے مگر مسلمانوں نے کسی کی پرواہ نہیں کی، جو مشرک سامنے آیا، اُسے قتل کر دیا۔

ایک مسلمان مجاہد لڑ رہے تھے، ان کا نام حضرت معاذؓ تھا، ان کے ہاتھ پر کسی کافر نے تلوار جو ماری تو اُن کا ہاتھ کندھے کے پاس سے کٹ گیا، مگر ذرا سا لگا رہ گیا، مگر وہ لڑتے رہے، لڑتے ہُوئے وُہ

ہاتھ جو لٹک گیا تھا، تکلیف دیتا تھا، اور اِدھر اُدھر جھولتا، بس انہوں نے اس پر پیر رکھ کر زور سے کھینچا تو وہ بالکل الگ ہو گیا، اور پھر لڑنے لگے، جب بہت زوروں سے لڑائی ہونے لگی، تو حضورؐ نے ایک مٹھی بھر کر کنکری اُٹھا کر دشمنوں کی طرف پھینک دی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ جم کر لڑیں۔

مسلمانوں نے ایک دفعہ جو جوش سے حملہ کیا، تو دشمن بھاگنے لگے، مسلمانوں نے جلدی جلدی انہیں قتل کرنا شروع کیا، اور بہت سے مشرکین کو قید کر لیا، ستر انسانوں کو قتل کر دیا اور ستر کو قید کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی اسی لڑائی میں دوزخ میں پہنچ گیا۔

اللہ میاں کے فضل سے کل چودہ مجاہدین شہید ہوئے اور مسلمان جیت گئے۔

سوالات

۱۔ غزوۂ بدر کس سنہ میں ہوا ہے اور اس کا نام غزوۂ

بدر کیوں ہے ؟

۲- اس میں کتنے کافر اور کتنے مسلمان شریک ہوئے ؟

۳- کتنے مارے گئے اور کتنے پکڑے گئے ؟

۴- عبیدہ بن حارث رضؓ کا حال بتلاؤ ؟

قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں کا برتاؤ

درہم، جہیز، اُمّ المومنین، قیدی، قیدخانہ

بدر کی لڑائی میں جو قیدی گرفتار کرکے لائے گئے تھے
ان میں حضورؐ کے چچا "عباسؓ" اور آپؐ کے داماد حضرتؓ
زینب کے شوہر "ابوالعاص" بھی تھے، اور بہت سے
مسلمانوں کے رشتہ دار تھے، اس وقت مسلمانوں کے
پاس قیدخانہ تو تھا نہیں کہ اس میں قیدیوں کو بند
کردیتے، اس لئے حضورؐ نے دو دو ایک ایک قیدی
ہر صحابیؓ کو دیدئے کہ انہیں اپنے گھر لے جائیں، اور
پوری طرح آرام سے رکھیں، مسلمانوں نے ان کافروں
کو جنہوں نے ہر طرح مسلمانوں کو مارا پیٹا تھا، بہت
آرام سے رکھا، خود زمین پر سوتے اور قیدیوں کو بستر
پر سُلاتے، خود کھجوریں اور ستّو کھاتے اور ان لوگوں

کو کھانا کھلاتے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا "عباس" اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ بھی قید ہو کر آئے تھے، اور بندھے پڑے تھے، اتفاق سے انہیں خوب کس کر باندھ دیا گیا تھا، اس لئے انہیں تکلیف ہو رہی تھی اور وہ کراہ رہے تھے، حضورؐ نے ان کی آواز سنی، تو آپؐ کو رات بھر اسی صدمہ میں نیند نہیں آئی، اگر آپؐ چاہتے تو انہیں چھوڑ دیتے۔ مگر چونکہ کوئی قیدی نہیں چھوٹا تھا، اس لئے حضورؐ نے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ صرف انہیں چھوڑ دیں۔
چند روز کے بعد حضورؐ نے صحابہؓ کرام سے مشورہ کیا، کہ قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے یا قتل کر ڈالا جائے سب نے کہا کہ ان لوگوں سے روپیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، حضورؐ نے سب سے چار چار ہزار درہم لے کر چھوڑ دیا۔
درہم روپیہ کو کہتے ہیں، لوگوں نے عرض کی کہ عباسؓ آپؐ کے چچا ہیں ان سے روپیہ نہ لیجئے، مگر آپؐ نے فرمایا کہ جیسے مسلمان مسلمان برابر ہیں، ویسے ہی مشرک

مشرک سب برابر ہیں، کسی کا روپیہ نہ چھوڑیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد "ابوالعاص" کے پاس روپیہ نہیں تھا، ان کی بیوی یعنی ہمارے سرکارؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے پاس خط لکھا گیا کہ ان کے حصہ کے روپئے بھیج کر ابو العاص کو چھڑا لو، انہوں نے روپئے کے ساتھ اپنے گلے کا ہار بھی بھیجدیا، یہ ہار ہمارے سرکارؐ کی سب سے پہلی اور پیاری بیوی اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کا تھا، اور ماں نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا، حضورؐ نے یہ ہار پہچان لیا اور اُسے دیکھ کر انہیں اپنی بیٹی زینبؓ اور اپنی پیاری بیوی اُم المومنین حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، آپؐ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ اگر آپؐ لوگ اجازت دیں تو میں یہ ہار واپس کر دوں، یہ بیٹی کے پاس ماں کی یادگار ہے، سب نے منظور فرما لیا اور آپؐ نے وہ ہار واپس فرما دیا، اور ابو العاص سے کہا کہ جا کر وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیجدیں۔

چنانچہ انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد حضرت عباسؓ اور حضرت ابو العاصؓ اور بہت سے جنگ بدر کے قیدی مدینہ آکر مسلمان ہو گئے۔

بچو! ابھی تم پیچھے پڑھ چکے ہو، کہ یہ لڑائی جس کا نام غزوۂ بدر ہے، ہجرت کے دوسرے سال ہوئی ہے، یہ بھی یاد رکھو کہ اسی سال اللہ میاں نے کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور اسی سال میں عید کی نماز اور قربانی کرنی واجب ہوئی، اور اللہ میاں نے روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔

اس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوئی ❖

سن تین ہجری، غزوۂ ”اُحَد“

منافق ، گھمسان ، غلط فہمی ، نافرمانی

پیارے بچو! تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ ”غزوۂ بدر“ میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا۔ ان کے ستر آدمی قتل ہوئے اور سب مال و اسباب مسلمانوں نے لے لیا۔ اور بڑے آدمیوں کو قید کر لیا، اس لئے انہیں بہت غصّہ تھا، اور انہوں نے بدر کی لڑائی کے ایک سال بعد یعنی ہجرت کے تیسرے برس مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا، تین ہزار مشرک جمع ہو کر مسلمانوں سے لڑنے چلے اور اپنے ساتھ تین ہزار اونٹ، دو سو گھوڑے اور چودہ عورتیں بھی ساتھ لے گئے، عورتیں اس لئے ساتھ لے لیں، تاکہ وہ گا نا گا کر مردوں کو لڑائی کے واسطے ابھاریں اور جوش دلائیں۔

تمہیں یاد ہوگا کہ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ جو بدر کی لڑائی میں قید ہو گئے تھے اور پھر رہا کر دیئے گئے تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، مگر وہ ابھی تک مدینہ میں نہیں آئے تھے اور مکہ میں رہتے تھے، انہوں نے کافروں کی یہ تیاریاں دیکھ کر پہلے ہی ایک آدمی حضورؐ کے پاس مدینہ بھیج کر انہیں سب خبریں دے دی تھیں، حضورؐ نے یہ خبریں سُن کر دو آدمی روانہ کیئے کہ جا کر اچھی طرح پتہ چلائیں کہ دشمن کہاں تک آ گئے ہیں۔

انہوں نے واپس آ کر خبر دی کہ مشرک مدینہ کے بالکل قریب اُحد کی پہاڑی کے پاس آ گئے ہیں، حضورؐ نے بھی ایک ہزار مجاہدین کو تیار کیا، اور جہاد کے لئے نکلے، مگر اس ایک ہزار میں تینؔ سو ایسے تھے جو دیکھنے میں تو مسلمان تھے، مگر اندر اندر کافر تھے ایسے مسلمانوں کو منافق کہتے ہیں، ان منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا، منافق لوگ راستہ ہی میں بہانہ کر کے بھاگ گئے اور بہت سے چھوٹے بچے تھے، حضورؐ نے ان

لوگوں کو بھی رخصت کر دیا، مگر ایک چھوٹے سے مجاہد
ایڑی اٹھا کر تن کر کھڑے ہو گئے، اور کہنے لگے کہ دیکھئے
میں تو بڑا ہوں، میں ضرور جہاد کرنے چلوں گا، حضورؐ
نے ان کا شوق دیکھ کر انہیں ساتھ لے لیا، ان کا نام
رافع بن خدیجؓ تھا، جب انہیں لے لیا تو اُن کے ایک
دوست نے حضورؐ سے عرض کی، کہ میں تو کشتی میں
رافع کو پٹک دیتا ہوں، جب رافع کو لے لیا، تو مجھے
بھی لے لیجئے، آپؐ نے دونوں کی کشتی کرائی، تو واقعی
انہوں نے رافع کو پٹک دیا، تو انہیں بھی ساتھ لے لیا،
ان کا نام سمرہ بن جندبؓ تھا۔

حضورؐ نے میدان میں آ کر مجاہدین کو خوب باقاعدہ
کھڑا کیا، مسلمانوں کی فوج کے پیچھے پہاڑ تھا، حضورؐ
نے پچاس مسلمانوں کو وہاں کھڑا کیا، اور فرمایا کہ چاہے
ہم لوگ جیتیں یا ہاریں، مگر تم بغیر میری اجازت کے
یہاں سے نہ ہٹنا۔

پھر لڑائی شروع ہو گئی، دشمنوں کی عورتوں نے
گانا گا کر ان کو بھڑکانا شروع کیا اور مسلمانوں نے

نعرۂ تکبیر بلند کر کے اپنی فوجوں میں جوش پیدا کیا اور خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی، مسلمان مجاہد جدھر گھس جاتے تھے وہیں سے دشمن بھاگنے لگتے تھے بس وہ اللہ میاں کے بھروسے پر لڑتے تھے۔

ایک صحابیؓ تھے اُن کا نام حضرت ابو دجانہؓ تھا ان کے ہاتھ میں حضورؐ کی تلوار تھی، اس لئے وہ بہت جوش سے لڑ رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی بہت بہادری سے لڑ رہے تھے، جس طرف نکل جاتے تھے، دشمنوں کو قتل کرتے جاتے تھے، ایک مشرک نے اپنے غلام کو بھیجا، کہ اگر تو حضرت حمزہؓ کو قتل کر دے گا تو تجھے آزاد کر دوں گا، چنانچہ اس غلام نے ایک چھوٹا سا نیزہ پھینک کر حضرت حمزہؓ کو مارا وہ نیزہ اُن کے پیٹ کے پار ہو گیا، اور وُہ وہیں شہید ہو گئے۔

دشمنوں کے جو آدمی جھنڈا لئے ہوئے تھے وہ برابر قتل ہوتے جا رہے تھے، ایک قتل ہو جاتا

تو دوسرا اس کی جگہ آجاتا تھا، جب بہت سے جھنڈے
والے قتل ہو گئے۔ تو کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ
جھنڈا اٹھالے۔ کیونکہ مسلمان فوراً جھنڈے والے کو قتل
کر دیتے تھے، جب بڑی دیر تک جھنڈا زمین پر
پڑا رہا تو ایک کافر عورت آگے بڑھی، اور اس
نے جھنڈا اُٹھا لیا، عورت کے ہاتھ میں جھنڈا دیکھ
کر دشمنوں نے بہت جوش سے حملہ کر دیا، ایک
ابو عامر تھے، ان کے صاحبزادے حضرت حنظلہؓ
مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے حضورؐ سے اجازت
مانگی کہ اگر حضورؐ اجازت دیں، تو میں اپنے والد
کو جو کافر ہیں قتل کر دوں، مگر حضورؐ نے اجازت
نہیں دی پھر حضرت حنظلہؓ نے دشمنوں کے سردار ابو
سفیان پر حملہ کر دیا، اور انہیں قتل کر دینے کا
ارادہ کیا، جب ان کے قتل میں ذرا سی کسر رہ گئی
تو ایک مشرک نے حضرت حنظلہؓ کو ایسی تلوار ماری
کہ وہ وہیں شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ دونوں بہت

بہادری سے لڑ رہے تھے، دشمن ان دونوں مجاہدوں
کی صورت سے ڈرتے تھے، جدھر یہ رُخ کرتے تھے،
دشمن ڈر کر بھاگنے لگتے تھے، آخر ایک مرتبہ ان
دونوں شیروں نے تھوڑے سے مجاہدوں کو لے کر بڑے
جوش سے دشمنوں پر حملہ کیا، وہ اس حملہ سے گھبرا
گئے اور بھاگ نکلے، اب مسلمان جیتنے لگے اور انہوں
نے دشمنوں کو لوٹنا شروع کیا اور قتل کرنے لگے، تم
ابھی پڑھ چکے ہو کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان
فوجوں کے پیچھے والے پہاڑ پر پچاس آدمیوں کو کھڑا
کر دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ چاہے کچھ ہو مگر تم لوگ
یہاں سے نہ ہٹنا، مگر ان لوگوں نے جب دیکھا، کہ
مسلمان جیت گئے تو وہ فوراً پہاڑ سے اتر کر دشمنوں
کو مارنے لگے اُن کے ہٹتے ہی پہاڑ کی طرف تھوڑے
سے دشمنوں نے چھپ کر حملہ کر دیا، اس حملہ سے مسلمان
گھبرا گئے اور کسی کو ہوش نہیں رہا، اور مسلمان شہید
ہونے لگے، حضرت مصعب بن عمیرؓ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم ہی کی طرح تھے، وہ شہید ہو گئے، لوگوں کو غلط

فہمی ہوئی کہ خدا نخواستہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ اور شور مچ گیا۔ اس خبر سے مسلمان بہت گھبرا گئے، اور ان کا دل ٹوٹ گیا مگر ایک دم ایک جگہ سے شور اُٹھا کہ حضورؐ بالکل خیریت سے ہیں، تب مسلمانوں کی جان میں جان آ گئی۔

ایک بہت بہادر کافر تھا، اس کا نام عبد اللہ بن قمیئہ تھا، وہ حضورؐ کے پاس پہنچ گیا، اور ایسی تلوار ماری، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لوہے کی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، اس کی دو کڑیاں آپؐ کے مبارک چہرے میں گھس گئیں، پھر آپؐ پر چاروں طرف سے تیر اور تلوار کی بارش ہونے لگی، صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم نے آپؐ کو گھیرے میں لے لیا، حضورؐ کے چہرے پر بہت خون نکل رہا تھا، چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھری گئی، تب خون بند ہوا، اس لڑائی میں مسلمانو کا بہت نقصان ہوا، اگر مسلمان حضورؐ کا کہنا مانتے، اور پہاڑ سے نہ اترتے تو بالکل جیت ہو گئی تھی مگر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے مسلمانوں

کو سزا ملی، اور اتنا نقصان اٹھانا پڑا۔

سوالات

۱۔ جنگِ اُحد کا پورا قصہ اپنے لفظوں میں بیان کرو؟
۲۔ اس جنگ میں کتنے مجاہدین اور کتنے کافر شریک تھے؟
۳۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے کیوں نقصان اٹھایا؟

جنگِ اُحد
اور
سن تین ہجری کے واقعات

جب جنگ ختم ہو گئی، اور سب الگ ہو گئے تو دشمنوں نے مسلمان شہیدوں کی لاشوں کی بہت بے عزتی کی لاشوں کے ناک اور کان کاٹ لئے، ایک کافر عورت تھی، اس کا نام ہند تھا، اس نے حضرت حمزہ کا پیٹ پھاڑ ڈالا، اور ان کا کلیجہ نکال کر چبا گئی۔ شہدا، اتنے غریب تھے کہ ان کے پاس ٹھیک سے کفن بھی نہیں تھا حضرت مصعبؓ بن عمیر کے بدن پہ ایک چادر تھی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ ان کی لاش بھی ٹھیک سے نہیں ڈھکتی تھی، سر ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے اور پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، آخر سر ڈھانک کر پیر پہ گھاس ڈال دی گئی، اور تمام شہیدوں کو بغیر کفن کے دفن کر دیا گیا،

مسلمان عورتوں نے بھی بہت خدمت کی، زخمیوں کو پانی پلاتیں اور اٹھا کر آرام سے لٹاتی تھیں۔

ایک خاتون حضرت اُمِّ عمارہؓ نے حضورؐ پر جو وار ہوا تھا، اُسے روکا اور زخمی ہو گئیں۔

اسی سال ایک مشرک دُعثورؒ نے بہت سے مشرکوں کو لے کر مدینہ پر حملہ کیا، حضورؐ نے اس سے جہاد کر کے اسے بھگا دیا، اُسے بھگا کر ذرا آرام کرنے کے لئے حضورؐ ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے، دُعثورؒ نے کہیں دیکھ لیا کہ حضورؐ لیٹے ہیں اور ان کی تلوار درخت میں لٹک رہی ہے، وہ چپکے چپکے وہاں آیا، اور حضورؐ کی تلوار درخت سے اتار کر بولا کہ محمدؐ! اب بتلاؤ، تمہیں مجھ سے کون بچائے گا، آپؐ نے فرمایا ، اللہ بچائے گا، یہ سن کر اور حضورؐ کا اطمینان اور بہادری دیکھ کر وہ رعب کے مارے فوراً کانپنے لگا اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی اب اگر حضورؐ چاہتے تو اسے قتل کر دیتے، مگر آپؐ نے اُسے معاف فرما دیا، یہ شرافت دیکھ کر وہ فوراً مسلمان ہو

گیا، اسی سال حضرت حفصہؓ اور حضرت زینب کا نکاح حضورؐ سے ہُوا، اس لڑائی میں بائیس یا تئیس مشرک قتل ہُوئے اور ستر مسلمان شہید ہُوئے۔

پیارے بچو! دیکھو حضورؐ کا کہنا نہ ماننے سے کتنا نقصان ہُوا۔ تم عہد کرو، کہ کبھی حضورؐ کے حکم کے خلاف نہ کرو گے، اگر تم ان کے بتلائے ہوۓ راستہ پہ چلو گے تو کوئی دشمن تمہیں ہرا نہیں سکتا۔

سوالات

۱۔ اُحد کا واقعہ اپنے الفاظ میں بیان کرو؟

۲۔ اس لڑائی میں کتنے مسلمان شہید ہُوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟

معنی بتاؤ

نعرۂ تکبیر، گھمسان، شرافت، فضل

سن چار ہجری

سریۂ منذر اور یوم الرجیع

نواسے، ببر، امام، کلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کئے ہوئے اور مدینہ آئے ہوئے چار برس گذر چکے تھے۔ ابھی ایک برس پہلے ۳ھ میں مسلمان جنگ اُحد میں بڑا نقصان اٹھا چکے تھے، اور جیت مسلمانوں کی نہیں ہوئی تھی۔ مگر تم جانو کہ حضورؐ اور اُن کے ساتھیوں کا کام تو دنیا میں اللہ کا نام پھیلانا تھا۔ انہیں ہار جیت سے کوئی مطلب نہ تھا۔ ہجرت کے چوتھے سال صفر کے مہینے میں حضورؐ سے نجد کے ایک سردار عامر نے درخواست کی، کہ آپؐ صحابہ کرام کو نجد بھیجدیں تاکہ وہاں اللہ

کا کلام سنائیں اور ہم لوگ مسلمانوں ہو جائیں! آپؐ نے ستر مسلمانوں کو نجد بھیجا، تاکہ یہ لوگ وہاں جا کر اللہ کا کلام سنائیں، مسلمان نجد پہنچنے سے پہلے ایک جگہ بیرمعونہ میں ٹھہر گئے، اور اس سردار عامر کے پاس ایک صحابی حضرت حرامؓ کو بھیجا تاکہ وہ عامر سے اجازت لے لیں کہ ہم لوگ آپؐ کے شہر میں آرہے ہیں، عامر نے حضرت حرامؓ کو قتل کر دیا، اور صحابہؓ کرام سے جنگ کا اعلان کیا، صحابہؓ نے فرمایا، کہ ہم لڑنے نہیں، بلکہ حضورؐ کے حکم کی تعمیل کرنے آئے ہیں، مگر وہ نہ مانا، مجبورًا صحابہؓ نے مقابلہ کیا، صحابہؓ تھوڑے اور بے سرو سامان تھے، لڑائی کے لئے تیار نہ تھے، سب شہید ہو گئے (اس لڑائی کو سریّہ منذر اور واقعہ بیر معونہ کہتے ہیں) صرف ایک مسلمان زندہ بچے، انہوں نے آکر حضورؐ کو خبر دی، اسی سال چند مشرک حضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارا قبیلہ مسلمان ہو گیا، کچھ صحابہؓ ہمارے یہاں بھیج دیجئے، تاکہ وہ ہم کو قرآن شریف وغیرہ پڑھائیں، حضورؐ نے دس صحابہؓ کو ان کے ساتھ بھیج

دیا، انہوں نے دھوکہ دے کر راستہ میں ان سب مسلمانوں
کو شہید کر ڈالا، اس واقعہ کو یوم الرجیع کہتے ہیں۔
اسی سال حضرت ام سلمہؓ کا آپؐ سے نکاح ہوا
اسی سال حضرت زینبؓ کا انتقال ہو گیا، جن کی شادی
پہلے برس ۳ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔
اور اسی سال ہمارے سرکارؐ کے نواسے، حضرت فاطمہؓ
کے بیٹے، حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے۔

سوالات

۱۔ اس سال کے خاص واقعات، بتاؤ؟
۲۔ جنگ احد کس سنہ میں ہوئی؟

معنی بتاؤ

امام، بیر، شرافت، عہد

سن پانچ ہجری، غزوۂ خندق

غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ دومۃ الجندل

غزوۂ بنو المصطلق

آہستہ آہستہ مدینہ کے یہودی بھی مسلمانوں کو پریشان کرنے لگے، جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں، تو انہیں بہت جلن ہوئی، اور انہوں نے مکہ کے کافروں سے مل کر آپؐ سے لڑنے کے لئے تیاری کی اور مدینہ کی طرف، مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چلے، حضورؐ کو کافروں کی اس تیاری کا علم ہوا تو آپؐ چار سو صحابہؓ کو لے کر کافروں کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے، جب مسلمان مجاہدین ذات الرقاع تک پہنچے تو کفار ڈر کے مارے بھاگ گئے، ذات الرقاع ایک

جگہ کا نام ہے۔ چونکہ مجاہدین اس جگہ تک پہنچے تھے
اس لیے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع ہے۔ یہ
غزوہ ہجرت کے پانچویں سال ہوا ہے۔
ایک مہینہ کے بعد پھر آپؐ کو پتہ چلا کہ دومۃ
الجندل کے مقام پہ کافروں کی ایک بہت بڑی فوج
جمع ہو رہی ہے، آپ ایک ہزار صحابہؓ کی جماعت
لے کر جہاد کے لیے نکلے، مگر کفار پھر بھاگ گئے اس
کا نام غزوۂ دومۃ الجندل ہے۔
کافروں کا ایک قبیلہ تھا، اس کا نام "بنی المصطلق"
تھا، اس قبیلہ کے سردار نے غزوۂ دومۃ الجندل، کے
تھوڑے دنوں کے بعد مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی،
حضورؐ بھی اس سے لڑنے کے لئے نکلے، مگر کافر بھاگ
کھڑے ہوئے، جس جگہ وہ سردار ٹھہرا تھا۔ اس جگہ
کا نام مریسیع تھا، جب وہ سردار بھاگ گیا، تو
مریسیع کے کافروں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا مسلمانوں
نے بہت بہادری سے مقابلہ کیا اور ہرا دیا، اور
چھ سو کافروں کو پکڑ کر قید کر لیا، اور ان کا مال

اسباب لے لیا، اس لڑائی میں مسلمانوں کو دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ملیں۔

اس کے بعد یہودیوں نے مکہ کے کافروں سے مل کر بہت بڑی فوج تیار کی، اور دس ہزار آدمی لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے چلے، حضورؐ کو جب پتہ چلا تو آپؐ نے مدینہ کے کنارے کنارے خندق کھودنی شروع کی، حضورؐ اور ان کے مقدس ساتھی سب مل کر اپنے ہاتھوں سے خندق کھودنے لگے، صحابہؓ کرام مارے بھوک کے پیٹ سے پتھر باندھے ہوئے تھے، ایک صحابیؓ نے پیٹ کھول کر دکھایا، تو اس پر ایک پتھر بندھا تھا، حضورؐ نے بھی اپنا پیٹ دکھایا، تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کافروں کے آنے سے پہلے خندق تیار ہوئی، حضورؐ اور آپؐ کے سب صحابہ کرامؓ مدینہ میں جمع ہو گئے۔ شہر کے کنارے چاروں طرف خندق کھدی ہوئی تھی، کافروں کی

فوج آئی مگر مدینہ کے اندر نہ گھس سکی، کیونکہ یہ خندق بہت گہری اور چوڑی تھی، دوسرے عرب کے ملک میں اس سے پہلے لوگوں نے کبھی ایسا نہ دیکھا تھا اور وہاں خندق کا رواج نہ تھا، ان کافروں کے پاس اسے پار کرنے کا کوئی سامان نہ تھا، اگر کوشش کرتے تو اسی میں گر پڑتے، اب تو بیچارے بہت کھسیانے ہوئے، چارو ناچار مدینہ کے باہر ہی ڈیرے ڈال کر پڑ گئے۔

مدینہ کے اندر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا، اس کا نام بنی قریظہ تھا، وہ قبیلہ بھی یہودیوں سے مل گیا کافر دس ہزار تو پہلے ہی سے تھے اور اب یہودیوں کے ملنے سے اور زیادہ ہو گئے، لوگ نہ کسی مسلمان کو شہر سے باہر نکلنے دیتے تھے، اور نہ کھانے پینے کا سامان مسلمانوں کے لئے شہر میں جانے دیتے تھے۔ ایک مہینہ تک یہ لوگ اسی طرح مدینہ کے باہر پڑے رہے، اب نہ شہر میں غلہ رہا، اور نہ کھانے پینے کا دوسرا سامان رہا، بے چارے مسلمان بھوک

سے بیتاب ہونے لگے، مگر خدا پر بھروسہ کئے رہے
ایک دن کافروں نے سوچا کہ جس طرح بھی بنے
خندق پار کرنی چاہیئے، ایک جگہ سے خندق کچھ کم
چوڑی تھی، دو چار کافر کوشش کرکے وہاں سے
پار ہو گئے۔

ان کافروں میں ایک بہت بڑا پہلوان تھا۔
اس کا نام عمرو تھا، وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ
مجھ سے کون لڑے گا، ہمارے سرکارؐ کے داماد اور
امام حسینؓ کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ آگے
بڑھے اور انہوں نے فرمایا، کہ میں لڑوں گا، حضورؐ
نے آپ کو منع فرمانا چاہا، مگر آپ نے نہایت عاجزی
سے اجازت مانگی، تب حضورؐ نے اجازت دیدی۔
اور اپنی تلوار دی، اس کا نام ذوالفقار تھا، حضرت
علیؓ ایسی بہادری سے لڑے کہ ایک ہی وار میں عمرو
کو قتل کر ڈالا، پھر تو جو کافر اس کے ساتھ آئے
تھے، وہ بھی بھاگے، مگر انہیں بھی مار ڈالا، پھر
کسی کافر کو خندق پار کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

جب انہیں پڑے پڑے بہت سا دن ہو گئے تو ان کے پاس بھی غلّہ ختم ہونے لگا، اس لئے کہ دس بارہ ہزار آدمیوں کے لئے کہاں تک غلّہ آتا، پھر ایک روز ایسی زور کی آندھی آئی کہ کافروں کا سب سامان اُڑ گیا۔ اور کچھ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ لوگ آپس میں لڑنے لگے، ان سب باتوں سے تنگ آ کر وہ لوگ بھاگ گئے۔ اور اس طرح اللہ میاں نے مسلمانوں کی جیت کرا دی۔

پیارے بچو! دیکھو اسی ایک سال یعنی ہجرت کے پانچویں برس ۵ھ میں چار غزوے ہوئے ان غزوات کا نام اور سنہ یاد رکھنا، اور چند باتیں اور یاد رکھنا۔

اسی سال عورتوں کے لئے پردہ کا حکم ہُوا ہے اسی سال میں تیمم یعنی جب پانی نہ ملے تو بغیر پانی کے وضو کرنا جائز ہُوا ہے۔ اور حج بھی اسی سال فرض ہوا ہے اور اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت اُم المومنین زینب بنت

جحش رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی۔

سوالات

۱۔ غزوۂ بنی المصطلق اور غزوۂ خندق کے واقعات بیان کرو؟
۲۔ غزوۂ خندق میں کافروں کی کیا تعداد تھی؟
۳۔ اس سال کے خاص واقعات بتاؤ؟
۴۔ تیمم کسے کہتے ہیں؟

سنِ چھ ہجری، صلح حدیبیہ

بیعت رضوان، شرائط، غمزدہ، صلح، جان نثار

دشمنوں کے ستانے سے تنگ آکر مسلمان مکہ سے چلے آئے تھے، مگر مکہ مسلمانوں کو بہت یاد آتا تھا ایک تو مسلمانوں کے تمام رشتہ دار اور عزیز مکہ میں تھے اور دوسرے تمام مسلمان کعبہ شریف کی زیارت کیلئے بے چین تھے، تیسرے سب مہاجرین مسلمانوں کا اصلی وطن مکہ ہی تھا، اور تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ اس سال سے پہلے ۵ھ میں اللہ میاں نے حج کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا، ان سب باتوں کی وجہ سے اب کے سال حضورؐ ایک ہزار چار سو صحابہؓ کو لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف حج کرنے چلے، مکہ کے قریب ایک کنواں ہے، اس کا نام

حدیبیہ ہے، جب حضورؐ اس کے قریب پہنچے تو اس میں پانی بھر گیا، حضورؐ وہیں اُتر پڑے، مکہ کے لوگوں کو پتہ چلا، تو انہوں نے لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔

ایک صحابی تھے، وُہ ابھی مسلمان نہیں ہُوئے تھے مگر مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، وہ چپکے سے حضورؐ کے پاس تشریف لائے، اور عرض کی، کہ مشرکوں نے لڑائی کی تیاری شروع کر دی ہے۔ حضورؐ نے اُن سے کہا، کہ تم جا کر ہماری طرف سے یہ کہہ دو، کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ حج کرنے آئے ہیں وُہ مکہ والوں کے پاس یہ پیغام لے کر پہنچے، ادھر مکہ والوں نے خود بھی اپنا ایک آدمی حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ واپس گیا، تو اس نے مشرکین سے کہا میں نے ایسے سچے جاں نثار عمر بھر نہیں دیکھے۔ جیسے حضورؐ کے صحابی ہیں، مگر ابھی کوئی بات طے نہیں ہُوئی۔

حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ والوں کے پاس بات چیت کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے حضرت عثمانؓ کو پکڑ کر قید کر لیا، اور یہ خبر اڑا دی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دئے گئے، جب یہ خبر حضورؐ کو ملی تو حضورؐ نے مسلمانوں کو ایک ببول کے پیڑ کے نیچے جمع کیا، اور سب سے کہا، کہ عہد کرو، یعنی حضرت عثمانؓ کا بدلہ لیں گے۔ سب نے عہد کیا اور بیعت کی، (بیعت عہد کو کہتے ہیں) اس بیعت کا نام "بیعت رضوان" ہے۔ مگر بعد میں پتہ چلا کہ حضرت عثمانؓ صحیح سلامت ہیں۔

مکہ کے مشرکوں نے اپنی طرف سے ایک شخص سہیل کو بھیجا، انہوں نے یہ شرائط پیش کیں کہ اس سال مسلمان مکہ میں داخل نہ ہوں، دوسرے سال جب آئیں تو تین دن سے زیادہ نہ رہیں، اگر کوئی کافر مسلمانوں کے ساتھ جانا چاہے، تو نہ لے جائیں، نہ کسی مسلمان کو لے جائیں، یعنی اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے رہنے دیں اگر کوئی شخص

مکہ سے بھاگ جائے تو اُسے مسلمان واپس کر دیں، اور اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ آ جائے گا، تو مکہ والے اُسے واپس نہ کریں گے، یہ شرطیں مسلمانوں کو اچھی نہ لگیں، مگر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا پڑا۔

جب یہ شرطیں طے ہو گئیں تو ایک مسلمان جن کا نام ابو جندل تھا، مکہ سے بھاگ کر آئے، کافروں نے انہیں بہت مارا تھا۔ ان کے بدن پہ زخموں کے نشان تھے، جب بھاگ کر آئے تو حضورؐ نے اُن سے کہا "تم واپس چلے جاؤ" انہوں نے کہا، ہمیں وہ لوگ مار ڈالیں گے۔ مگر حضورؐ نے کہا، ہم معاہدہ کر چکے ہیں، تم صبر کرو، اور واپس چلے جاؤ، وہ واپس چلے گئے۔ مسلمان اس سے بہت غمزدہ ہوئے، مگر حضورؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی یہی خوشی تھی، اور تم جس کو بُرا سمجھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمہاری جیت ہے۔

یہ صلح چونکہ حدیبیہ کے کنوئیں پر ہوئی تھی، اس

لئے اس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں، اس صلح سے بڑا فائدہ ہُوا۔ مسلمان برابر مکہ آنے جانے لگے، اور کافر برابر مدینہ آنے جانے لگے، جب مسلمان کافروں سے ملتے تھے تو انہیں قرآن شریف سُناتے تھے اس طرح بہت سے کافر مسلمان ہو گئے، جتنے کافر اس صلح کے بعد مسلمان ہوئے ہیں، اس سے پہلے کبھی نہیں ہُوئے تھے۔
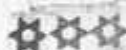
سوالات

۱۔ صلح حدیبیہ کی تفصیل بتاؤ؟
۲۔ بیعت رضوان کسے کہتے ہیں، اور وہ کیوں ہوئی تھی؟
۳۔ ابوجندلؓ کا واقعہ بتلاؤ؟

بادشاہوں کے نام حضورؐ کے خطوط

دُلدُل ، سلطنت ، عذاب ، اطمینان

صلح حدیبیہ کے بعد ذرا اطمینان ہُوا ، اور راستے کُھل گئے تو آپؐ نے بادشاہوں کے نام خطوط بھیجے جس میں لکھا تھا کہ تم مسلمان ہو جاؤ ، اور اپنی رعایا کو بھی مسلمان بناؤ ، ورنہ تم پر عذاب آئے گا ، ان ان سب بادشاہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کی بڑی عزت کی ، اور مسلمان ہو گئے ، بعض بعض مسلمان نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب بھیجا۔

عمَر بن اُمیہ آپؐ کا خط لے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس گئے ، تمہیں یاد ہو گا کہ حبشہ میں بہت سے مسلمان پہلے ہی ہجرت کر کے گئے تھے

اب پھر جب آپؐ کا خط پہنچا تو نجاشی نے اُسے سر آنکھوں پر رکھا، اور مسلمان ہو گئے، اور عمر بن اُمیہ کی بہت عزت کی۔

وحیۂ کلبیؓ کو روم کے بادشاہ کے پاس بھیجا اس نے بھی بہت عزت کی، اور کہا میں یقین کرتا ہُوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، مگر وہ اپنی رعایا اور سلطنت کے ڈر کے مارے مسلمان نہیں ہُوا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو ایران کے بادشاہ کسریٰ کے پاس بھیجا، اس کمبخت نے خط پھاڑ کر پھینک دیا اور بہت گستاخی کی، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اس کی سلطنت ہی برباد ہو گئی اور اُسے اس کے لڑکے نے قتل کر دیا۔

حضرت حاطبؓ کو مصر کے بادشاہ کے پاس بھیجا اُس نے حاطبؓ کی بہت عزت کی اور حضورؐ کے لئے بہت سے تحفے بھیجے، اُس نے ایک سفید گھوڑا بھی بھیجا، جسے دُلدُل کہتے ہیں، اور ایک کنیز جناب ماریۃ قبطیہؓ کو بھی بھیجا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کو عمان کے بادشاہوں کے پاس بھیجا، وہ دو بادشاہ تھے، دونوں مسلمان ہو گئے یہ سب خطوط اسی صلح کے سال میں یعنی ۶ھ میں بھیجے گئے ہیں، اور اسی سال حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ جو پہلے بہت بڑے کافر تھے اور مسلمانوں کے خلاف بہت لڑتے تھے، صلح حدیبیہ کے بعد خود آکر مسلمان ہو گئے۔

سوالات

۱۔ کون کون سے صحابہؓ دعوت نامے لے کر گئے؟
۲۔ کن کن بادشاہوں کے پاس دعوت نامے بھیجے گئے؟

سن سات ہجری، غزوۂ خیبر اور پہلا حج

خیبر ، ڈھال ، قلعہ ، چڑھائی

مدینہ سے تھوڑی دور فاصلہ پہ بہت بڑے بڑے قلعے بنے ہوئے تھے ، ان قلعوں میں یہودی رہتے تھے ان میں سے ایک قلعہ کا نام خیبر تھا ، وہاں کے یہودیوں نے بہت کوشش کی کہ مسلمان اسلام کی اشاعت نہ کر سکیں ، اور چاروں طرف کے مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا ، تو چھ سو مجاہدوں کو لے کر خیبر کے یہودیوں پہ چڑھائی کی۔

بچو! ایک بات غور کرنے کی ہے ، دیکھو! اس

سے پہلے بہت بڑی بڑی دو تین لڑائیاں ہوئیں، مگر ہر لڑائی ایسی تھی، کہ جب دشمن حملہ کرتے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدوں کو لے کر اس حملہ کو روکنے کے لئے لڑتے تھے، اس میں اللہ میاں مسلمانوں کو فتح دیتا تھا، اور دشمن بھاگ جاتے تھے، جو کچھ دشمنوں کی فوجوں کا مال ہاتھ آتا تھا، وہی مسلمانوں کو اس جنگ کے جیتنے سے ملتا تھا لیکن سوچو اگر خدا نخواستہ دشمن جیت جاتے تو مسلمانوں کو تو شہید کر ڈالتے اور مدینہ پر قبضہ کر لیتے، تو اس سے پہلے کی جنگیں حملہ روکنے کے لئے ہوتی تھیں، مگر یہ سب سے پہلی جنگ ہے جس میں مسلمانوں نے سب سے پہلے چڑھائی کی۔

اس جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بہت بہادری دکھلائی، پہلے خوب لڑائی ہوتی رہی مگر خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوتا تھا، ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج میں بہت بڑے بہادر کو سپہ سالار بناؤں گا، رات کو سب لوگ اسی اُمید میں سوئے کہ دیکھو ہم میں سے کس کے ہاتھ میں سپہ سالاری آتی

ہے، صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پکارا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں انہوں نے فرمایا کہ حضورؐ میری تو آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپؐ نے اپنا تھوک اُن کی آنکھوں پہ لگا دیا، بس اللہ کے فضل سے اُن کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

جب حضرت علیؓ لڑنے کے لئے چلے تو یہودیوں کے سپہ سالار مرحَب نے شعر پڑھے ان کا مطلب یہ تھا کہ میں مرحب ہوں، دلیر ہوں، تجربہ کار ہوں، اور بہادر ہوں، حضرت علیؓ نے بھی یہ شعر پڑھے کہ میں شیر کی طرح خوفناک ہوں، میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے، میں شیروں کی طرح پھاڑ ڈالتا ہوں پھر دونوں لڑنے لگے، اک دم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اتنی زور سے تلوار ماری کہ مرحب کا سر کٹ گیا۔

قلعۂ خیبر کا پھاٹک بہت بڑا اور بہت مضبوط تھا، سات آدمی اُسے اکھاڑنے لگے، مگر وہ ہلا نہیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہٗ نے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہہ کر

اکھاڑ کر پھینک دیا، پھر لڑتے لڑتے اُن کی ڈھال گر گئی، انہوں نے پھاٹک اٹھا لیا اور اسی پر تلوار روکنے لگے، تب ہی تو انہیں "اسد اللہ" یعنی اللہ میاں کا شیر کہتے ہیں۔

آخر اللہ میاں نے مسلمانوں کی مدد کی اور مسلمان جیت گئے، پھر انہوں نے خیبر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا یہودیوں کے سردار کی بیٹی حضرت صفیہؓ گرفتار ہو کر آئیں، حضورؐ نے انہیں آزاد کر دیا، اور ان سے شادی کر لی، یہاں مسلمانوں کے جیت لینے سے یہودی بالکل ختم ہو گئے، اور مسلمانوں کو بہت اطمینان ہو گیا۔

یہاں کے بعد حضورؐ نے دوسری جگہ چڑھائی کی اُس جگہ کا نام وادی قریٰ تھا، یہاں بھی حضورؐ کو فتح ہوئی، اور دونوں جگہ مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ پھر یہاں سے فارغ ہو کر آپؐ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔

تمہیں یاد ہو گا، کہ جب پہلے سال آپؐ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے تو کافروں نے یہ شرط کی

تھی کہ اس سال چلے جاؤ، آئندہ سال آنا، چنانچہ آپؐ اس سال گئے، اور تین دن رہے۔ یہ مسلمانوں کا سب سے پہلا حج ہے۔

سوالات

۱۔ سب سے پہلا حج کس سنہ میں ہُوا؟

۲۔ خیبر کسے کہتے ہیں اور وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کیا بہادری دکھلائی؟

معنیٰ بتاؤ

عذاب ، اطمینان ، غزوہ ، جاں نثار

۸ھ "سریۂ موتہ"

قاصد، لشکر، سردار، پادری

بچو! تم پیچھے پڑھ چکے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بادشاہوں کے پاس اسلام کی دعوت کا خط بھیجا تھا، انہیں میں ایک عیسائی بادشاہ شُرجیل بھی تھا، یہ بلقار کا بادشاہ تھا، اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کر دیا تھا، اب حضورؐ نے اُن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار صحابہؓ کو بھیجا، اس لشکر کے سردار حضرت زید بن حارثؓ تھے، حضورؐ نے اُن کو حکم دیا کہ نہ کسی بچّے کو قتل کرنا، نہ عورت پر ہاتھ اٹھانا، اور نہ کسی بوڑھے کو ستانا اور نہ کسی پادری کو مارنا۔

جب یہ لوگ موتہ کے مقام پر پہنچے، تو شُرجیل

ایک لاکھ آدمیوں کا لشکر لے کر لڑنے آیا، لڑائی ہونے لگی، تو حضرت زیدؓ جو لشکر اسلام کے سردار تھے وہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفرؓ سردار بنے، اور بڑی بہادری سے لڑے، لڑتے لڑتے ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا، تو دوسرے ہاتھ سے لڑنے لگے، پھر وہ بھی کٹ گیا، تو خود بھی شہید ہو گئے، ان کے بدن پر نوّے زخم تھے ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سردار بنے، وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر حضرت خالد سیف اللہؓ سردار بنے اور بڑی بہادری سے لڑے اور جیت کر واپس آئے۔

ہمارے سرکارؐ کو حضرت جعفرؓ، حضرت زیدؓ، اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کا بہت صدمہ ہوا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کرتے تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

فتح مکّہ

معاہدہ، اعلان، طواف، نماز، شکرانہ

بچو! تمہیں یاد ہوگا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے دشمنوں سے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی تھی اسے "صلح حدیبیہ" کہتے ہیں، مگر مشرکوں نے صلح کے خلاف کیا اور معاہدہ توڑ دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مجاہدین کے ساتھ مکہ کی طرف چلے، جب مکہ کے قریب پہنچے تو ایک رات کے لئے مکہ کے باہر پڑاؤ ڈالا مکہ کے مشرکین میں سے ابوسفیان آئے، تو دیکھا تمام مسلمان ہی مسلمان پھیلے پڑے ہیں، وہ بہت ڈرے اور حضورؐ کے پاس آئے۔

یہ ابوسفیان ہر لڑائی میں مسلمانوں کے خلاف رہے اور تمام عرب کو بھڑکاتے رہے اور بہت کوشش کرتے

تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو ختم کر دیں۔

حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے کہا کہ یہ شخص ہمیشہ ہمارے خلاف رہا، اب حکم ہو تو انہیں قتل کر دیں مگر حضورؐ نے انہیں معاف کر دیا۔ دشمنوں نے ہار مان لی، اور حضورؐ مکہ میں مسلمان مجاہدوں کی فوج لئے ہوئے داخل ہوئے، اور مسلمانوں کو حکم دیا، کہ جو تم سے لڑے، اس سے تم لڑو، ورنہ کسی کو کچھ نہ کہو۔

مشرکین چُپ چاپ کھڑے ہوئے مسلمانوں کے آنے کا تماشہ دیکھتے رہے، کچھ دشمنوں نے لڑائی کی، تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے فوراً انہیں قتل کر دیا۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی جنگ اور لڑائی کے خانہ کعبہ میں پہنچے، وہاں آپؐ نے طواف کیا، وہاں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے اشارہ کرتے تھے، اور ایک اشارے میں بُت گر جاتے تھے، پھر آپؐ نے خانہ کعبہ پر

جو تصویریں بنی تھیں، ان کو مٹوا دیا، اور دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی۔

مکہ والے سمجھے تھے کہ آج ہم سے خوب خوب بدلہ لیا جائے گا، مگر انہوں نے رحمت اور شفقت کا یہ نظارہ دیکھا تو بہت سے مشرکین خود بخود مسلمان ہو گئے۔
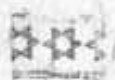
سوالات

۱۔ مکہ کیسے فتح ہوا؟

۲۔ خانہ کعبہ میں کتنے بت رکھے تھے؟ اور حضورؐ نے ان کو کیا کیا؟

غزوۂ حُنین

سازش، تشریف فرما، غرور، پیر اکھڑنا

پیارے بچو! تمہیں یاد ہو گا کہ ایک دن حضورؐ اسی مکہ سے رات کو چھُپ کر نکلے تھے، راستہ میں تین دن چھپے رہے تھے، اور دشمنوں نے آپؐ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی اور آج اسی مکہ میں شان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

اب مکہ کے تمام دشمن سامنے آئے، یہی لوگ تھے جو حضرت بلالؓ کو گرم ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر باندھتے تھے، اور مسلمانوں کو مارتے تھے، حضورؐ کو گالیاں دیتے تھے، گردن میں چادر ڈال کر گھسیٹتے تھے، آج اگر حضورؐ چاہتے تو ان کو قتل کروا سکتے تھے، مگر آپ تو دین و دنیا کے لئے

رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے، اس لئے آپ نے سب کو معاف کر دیا اور پندرہ دن مکہ میں قیام فرمایا مکہ کی فتح کے بعد ابو سفیان اور بڑے بڑے دشمن مسلمان ہو گئے۔

جب حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے تو رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ تھی مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ حنین ہے، یہاں کے مشرکوں کو جب معلوم ہوا کہ حضورؐ نے مکہ کو فتح کر لیا ہے، تو انہوں نے لڑائی کی تیاری کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل گیا، حضورؐ بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر ان سے لڑنے چلے دس ہزار تو پہلے سے تھے، دو ہزار یہ ہو گئے، جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔ اب تو مسلمانوں کو اپنی طاقت پر بڑا غرور ہوا انہوں نے سوچا، کہ آج تو ہرگز نہیں ہار سکتے، اللہ میاں کو یہ غرور ناپسند ہوا، جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں کے پیر اکھڑنے لگے اور وہ بھاگنے لگے حضرت عباسؓ نے زور سے پکارا کہ کہاں جاتے ہو،

اللہ کے راستہ میں مر کر شہید ہو جاؤ تب مسلمان پھر جم کر لڑے، اور اللہ کے فضل سے جیت گئے یہاں سے ہار کر مشرک طائف بھاگ گئے، حضورؐ نے وہاں بھی چڑھائی کی، مگر وہ لوگ ایک قلعہ میں بند ہو گئے۔ اٹھارہؒ دن تک مسلمان انہیں گھیرے پڑے رہے مگر وہ لوگ قلعہ سے نہیں نکلے، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ واپس آ گئے اور یہاں حضرت عتاب بن اُسیدؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ تشریف لے آئے

اسی سال ۸ھ میں مکہ فتح ہوا، اور "غزوۂ حنین" ہوا، اور طائف کا محاصرہ ہوا، حضورؐ کے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم اسی سال پیدا ہوئے اور ایک سال دو مہینے زندہ رہے۔ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا اسی سال انتقال ہوا۔

٩ھ غزوۂ تبوک

مغفرت ، عیسائی ، قحط ، صدمہ ، ٹیکس

ہجرت کے نو برس بعد ٩ھ میں حضورؐ کو خبر ملی کہ شام کے عیسائیوں نے قیصرِ روم کی مدد سے بہت بڑی فوج جمع کر لی ہے ، اور مسلمانوں کے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں ، ابھی ایک برس کے پہلے موتہ مقام پر عیسائی بادشاہ شُرجیل کو مسلمانوں نے ہرایا تھا ، وہی عیسائی اب پھر مسلمانوں سے لڑنے کے تیار ہُوئے ۔

حضورؐ نے سب مسلمانوں کو جمع کیا ، اور سب سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے ، اس وقت گرمی بہت ہی تھی ، لُو چل رہی تھی ، قحط پڑا ہُوا تھا ، مسلمان تیار ہو گئے اور کہا کہ عیسائیوں سے

لڑنا چاہیے، مگر کچھ مسلمان ایسے تھے، جو اندر اندر کافر تھے، دیکھنے میں مسلمان تھے، جنہیں منافق کہا جاتا تھا، ان کا سردار عبداللہ بن اُبَیّ تھا، انہوں نے مسلمانوں کو منع کرنا شروع کیا کہ اتنی گرمی ہو رہی ہے۔ قحط پڑا ہُوا ہے، لڑنے نہ جاؤ مگر مسلمان نہ مانے، حضورؐ نے تیاری کا حکم دے دیا۔

اس جنگ میں حضرت عثمانؓ نے دس ہزار اشرفیاں تین سو اُونٹ اور پچاس گھوڑے دیئے، حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا سب سامان اور سب روپے دیدیئے حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کا آدھا سامان اور روپے دے ڈالے، اسی طرح سب صحابہؓ نے بہت سارا مال و اسباب دیا جب پوری تیاری ہو گئی، تو حضورؐ تیس ہزار مجاہدین اور دس ہزار گھوڑے لے کر عیسائیوں کے مقابلے کے لئے چل دیئے۔

مدینہ سے بہت دُور ایک جگہ ہے، اس کا نام تبوک ہے، جب حضورؐ یہاں پہنچے تو معلوم ہُوا کہ عیسائی ڈر گئے، اور وہ لڑنے کے لئے نہیں نکلے،

حضورؐ تبوک میں دس روز ٹھہرے رہے، اس عرصہ میں عیسائیوں کے بہت بڑے بڑے رئیس اور بادشاہ آتے رہے اور مسلمانوں کی پناہ لیتے رہے، حضورؐ ان پر ٹیکس لگا دیتے اور پناہ دے دیتے۔ پناہ دینے کا مطلب یہ تھا، کہ اب نہ کوئی مسلمان ان کو کچھ کہہ سکتا تھا، اور نہ کوئی ان سے لڑ سکتا تھا، اگر لڑتا تو حضورؐ اُسے سزا دیتے۔ پھر بیس دن تک وہاں رہنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے واپس آنے کے بعد تین سو صحابہؓ کرام کو جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سردار بنا کر حضورؐ نے حج کرنے بھیجا، اور انہوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا، کہ آئندہ کوئی مشرک خانۂ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اس سال جو مشرک یا عیسائی یا یہودی مسلمانوں کی پناہ میں آئے ان کے لئے اللہ میاں نے ٹیکس کا حکم دیا، مسلمانوں کے ملک میں رہنے والے غیر مسلمانوں سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں، مگر یہ ٹیکس صرف جوان مردوں سے لیا جاتا

اور اگر کوئی جوان مشرک فوج میں نام لکھا لے تو اسے بھی یہ جزیہ معاف ہو جاتا ہے۔

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ جب مکّے کے مشرکوں نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا تھا، تب مسلمانوں نے حبشہ میں ہجرت کر کے پناہ لی تھی، اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے انہیں پناہ دی تھی، اور مسلمان ہو گئے تھے، اس سال ان کا انتقال ہو گیا، حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے انتقال کا بہت صدمہ ہُوا اور آپؐ نے ان کی مغفرت کے لئے دعا کی، اور نماز پڑھی۔

سنہ حجۃ الوداع

سنت ، حق ، وداع ، طور طریقہ

اب اللہ میاں کے فضل سے اطمینان ہو گیا اور اسلام کا جھنڈا تمام عرب میں لہرانے لگا اور مشرک و کافر اچھی طرح اسلام کو سمجھنے لگے ، اس لئے برابر مسلمان ہونے لگے ، تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے مسلمان ہو گئے ، تو حضورؐ نے حج کا ارادہ فرمایا ، تمہیں یاد ہو گا کہ اب سے دس برس پہلے چند مسلمان کافروں کے ظلم سے بچنے کے لئے ، مکہ سے مدینہ آئے تھے اور راستہ بھر خیال رہا کہ کافروں نے دیکھ لیا تو قتل کر ڈالیں گے ، مگر اب دس سال کے بعد لاکھوں مسلمان شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے

مطابق حج ادا کیا، حج سے فارغ ہو کر حضورؐ نے سب مسلمانوں کو جمع کیا، اور ایک تقریر کی، اور فرمایا کہ :-

" لوگو! جو میں کہوں اسے غور سے سنو شاید پھر ایسا موقع نہ ملے، آج میں کافروں کے زمانہ کی سب باتیں مٹاتا ہوں، تم لوگ عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنا ان پر سختی نہ کرنا، تمہارے اوپر عورتوں کا حق ہے اسے پورا کرنا، اپنے غلاموں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا، جو خود کھانا، وہی انہیں کھلانا، جو خود پہننا وہی انہیں پہنانا، دیکھو تم سب کا پالنے والا ایک ہے، وہی خدا ہے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اللہ کا حکم مانتا ہے، میرے بعد کافر بن کر اور کافروں کی طرح آپس میں لڑنے نہ لگنا، میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کا کلام (قرآن شریف) اور دوسری چیز اپنا طور طریقہ اور اپنا حکم جسے سنت کہتے ہیں، ان دونوں

چیزوں پر عمل کرتے رہنا۔"
تقریر ختم کرکے آپؐ نے سب مسلمانوں سے پوچھا کہ بتلاؤ میں نے تم سب کو اللہ کے سب حکم اور سب باتیں بتلائیں یا نہیں؟ مسلمانوں نے کہا کہ ہاں بتلائیں پھر آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ، اللہ! تو گواہ رہنا میں نے اپنا کام پورا کر دیا اور تیری باتیں دنیا والوں کو پہنچا دیں۔
پھر اللہ میاں نے یہ آیت اتاری۔
"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔"
اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دین کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اپنی سب نعمتیں بھیجدیں اور تمہارے لئے بہت اچھا مذہب یعنی اسلام بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری اور رخصتی حج تھا۔

سنہ ۱۱ھ

حضورؐ کا اللہ میاں کے پاس جانا

نازل ، محبوب ، حوضِ کوثر ، محسن

ننھے بچو! اسلام پورا ہو چکا، قرآن شریف نازل ہو چکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے پوچھ لیا، کہ میں نے اپنا کام پورا کیا، یا نہیں؟ اللہ میاں نے بھی فرما دیا، کہ آج دین پورا ہو گیا اب حضورؐ کے آنے کا مقصد پورا ہو چکا تھا، اب اللہ میاں نے اپنے پیارے محبوب کو یاد کیا، اور حج سے واپس ہونے کے تین مہینے کے بعد حضورؐ کے سر میں درد ہوا، اور بخار چڑھا، اور بخار آہستہ آہستہ بڑھنے لگا، آخر اتنی تکلیف بڑھ گئی کہ مسجد

میں تشریف لانا مشکل ہو گیا تب حضرت ابوبکرؓ صدیق
کو حکم دیا کہ آپ نماز پڑھائیں، وہ نماز پڑھانے لگے۔
ایک روز حضرت عباسؓ نے آپؐ کی خدمت میں
عرض کیا کہ سب مسلمان رو رہے ہیں، آپؐ کو یاد
کرتے ہیں اور روتے ہیں، تب حضورؐ حضرت علیؓ
کے کندھوں پر ٹیک لگا کر مسجد میں تشریف لائے
تمام مسلمان خوشی خوشی جمع ہو گئے، آپؐ نے سب
کے سامنے ایک تقریر فرمائی اور کہا، کہ:-

"مسلمانو! تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو
کوئی نبی آج تک زندہ نہیں رہا، تو میں کیسے
زندہ رہوں گا، اب میں اپنے خدا سے ملنے جا
رہا ہوں، تھوڑے دنوں میں تم سے اور مجھ سے
حوض کوثر پر ملاقات ہو گی، اگر تم کسی کو
گالی نہ دو گے، برے کام نہ کرو گے، اور نہ
بری باتیں بکو گے، نہ کسی کے پیچھے اسے
برا کہو گے۔ تو انشاء اللہ مجھ سے حوض کوثر
پر ضرور ملاقات ہو گی، تم لوگ آپس میں

بھائیوں کی طرح رہنا اور لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔
اس تقریر کے بعد آپؐ اپنے حجرے میں تشریف لے آئے، پھر بیماری بڑھتی گئی۔

پھر ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضورؐ تشریف لے آئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے سب مسلمانوں سے فرمایا، کہ :-

"ابوبکرؓ میرے سب سے بڑے محسن ہیں، اور اگر میں اللہ میاں کے سوا کسی کو دوست بناتا، تو ابوبکرؓ کو بناتا، یہ میرے بھائی ہیں، مسجد کے دروازے سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے سب بند کر دیئے جائیں۔"

پھر آپؐ اپنے کمرے میں تشریف لے آئے۔

چند ہی دنوں کے بعد بخار اور مرض اتنا بڑھ گیا کہ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا، پھر ایک دن ربیع الاوّل کی دوسری تاریخ کو دو شنبہ کے دن حضرت ابوبکرؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے حضورؐ کا

حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہُوا تھا، اور اس کا ایک دروازہ
مسجد میں تھا، حضورؐ کے دروازے سے یکایک پردہ ہٹا
اور حضورؐ نے اپنا چاند کی طرح روشن اور چمکتا ہوا چہرہ
پردہ سے باہر نکالا، سب مسلمان آپؐ کو دیکھ کر خوشی کے
مارے پھولے نہ سمائے، اور اتنے خوش ہوئے کہ نماز توڑنے
لگے، مگر آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے منع فرمایا، اور
پھر اپنا چہرہ اندر کر لیا، آخر ظہر کے وقت بخار
بہت بڑھ گیا، اور اس کی گرمی سے بے چین ہونے لگے
تو ایک پیالہ میں پانی منگا کر پاس رکھ لیا، اور اس
میں ہاتھ ڈال کر منہ پر پھیرتے جاتے تھے، تاکہ بخار
کی گرمی کم ہو، پھر مسواک کی طرف دیکھا، حضرت
عائشہؓ نے مسواک اپنے منہ میں چبا کر نرم کر کے آپؐ
کے منہ میں ڈال دی آپؐ نے مسواک کی، پھر حضرت عائشہؓ
کی گود میں سر رکھے ہوئے ظہر کے بعد، دوشنبہ کے دن

"اللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی"

کہتے ہوئے اپنے اللہ میاں کے پاس چلے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دنیا کا سب سے بڑا آدمی اللہ کو پیارا ہوا اسلام کا آفتاب غروب ہو گیا، مگر اپنی روشنی چھوڑ گیا، اللہ میاں رہتی دنیا تک اس روشنی کو قائم رکھے (آمین)

حضورؐ کی وفات کی خبر صحابہ کرامؓ میں بجلی کی طرح پھیل گئی، چاروں طرف لوگ بیتاب ہو کر رونے لگے، بعض بعض صحابہؓ کو تو یقین ہی نہ آتا تھا، حضرت عمرؓ تلوار نکال کر کھڑے ہو گئے کہ جو یہ کہے گا، کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی، اس کو قتل کر دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو دلاسا دیا، اور ایک تقریر کی اور کہا، کہ حضورؐ صرف ایک پیغامبر تھے، جو مسلمان حضورؐ کی عبادت کرتے تھے، وہ سُن لیں کہ حضورؐ کا انتقال ہو گیا، اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے، وہ یقین رکھیں کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ان کی اس تقریر سے مسلمانوں کو ہوش آیا، اور دل پہ پتھر رکھ کر صبر کیا، پھر حضورؐ کو غسل دیا، اور کفن پہنایا گیا اور نعش مبارک

وہیں رکھ دی گئی جہاں انتقال ہوا تھا۔
صحابہ کرامؓ ایک ایک کرکے جاتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے آتے تھے، تین دن تک اسی طرح حضورؐ کی نعش مبارک حضرت عائشہؓ کے کمرے میں رکھی رہی جب سب مسلمان اپنے پیارے نبیؐ کا آخری دیدار کر چکے تو اسی کمرے میں آپؐ کی قبرِ مبارک زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی۔

✡✡✡

سوالات

۱۔ حضورؐ کی وفات اور بیماری کے حالات بیان کرو؟
۲۔ حضرت ابوبکرؓ نے کیا تقریر کی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

رسول اللہ جب پھیلا چکے اسلام دنیا میں
ہر اک جانب چمک اُٹھا ، خدا کا نام دنیا میں
تو پھر اللہ نے اپنے نبیؐ کو یاد فرمایا
پیامِ وصل دے کر آپؐ کا دل شاد فرمایا
ارادہ آخری حج کا کیا سُن دس میں حضرت نے
وہیں پہ آخری خطبہ دیا فخرِ رسالت نے
کہ میں اب جلد ہی اپنے خدا کے پاس جاتا ہوں
تمہارے واسطے قرآن و سنت چھوڑ جاتا ہوں
عمل کرتے رہے تم سب اگر حکمِ پیمبر پر
تو مجھ سے جا ملوگے آخرت میں حوضِ کوثر پہ
نہ ہرگز بھولنا ، آپس میں تم سب بھائی بھائی ہو
کرو وہ کام جس میں دین و دنیا کی بھلائی ہو
تمہاری عورتوں کے حق میں گر کوئی کمی آئی !!
تمہارے دین و مذہب کی جہاں میں ہوگی رسوائی
کبھی ایسا نہ ہو شیطان کا کچھ زور چل جائے
قدم اسلام سے پھر کفر کی جانب پھسل جائے

غرض جس نور سے ہر سمت دنیا میں اُجالا تھا
وہ حق کا لاڈلا اپنے خدا سے ملنے والا تھا
مدینہ واپسی کے بعد، حضرتؐ کو بخار آیا
بخار ایسا کہ تھوڑے ہی دنوں میں بار بار آیا
حرارت بڑھ گئی جب حد سے زیادہ جسمِ اطہر پر
تو پانی کے دیئے چھینٹے نبیؐ نے روئے انور پر
نماز اب حضرتِ صدیق اکبرؓ ہی پڑھاتے تھے
جنابِ سرورِ کونینؐ مسجد میں نہ آتے تھے
بالآخر ہو گیا رخصت جہاں کی آنکھ کا تارا
وہ بعد ظہر دو شنبہ کے دن اللہ کا پیارا
مدینہ کے درو دیوار پہ حسرت برستی تھی
اِدھر یادِ نبیؐ سے مضطرب مکہ کی بستی تھی
پریشاں پھر رہے تھے لوگ، دل پہ چوٹ کاری تھی
گھروں میں شور تھا ہر سمت آہ و گریہ زاری تھی
تریسٹھ سال دنیا میں شعاعِ دین پھیلا کر
خدا کا لاڈلا اپنے خدا سے مل گیا جا کر

(رسالہ التوحید)

حضورؐ کی پیاری صورت و سیرت

عبادت ، سیرت ، حیا ، ہنس مکھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت تھے سُرخ وسفید رنگ ، لمبے اور سیاہ چمکدار بال تھے ، ڈاڑھی خوب گھنی اور لمبی تھی ، چوڑی پیشانی تھی ، سفید سفید موتی کی طرح دانت تھے ، بھرے بھرے اور نرم نرم ہاتھ پیر تھے بدن خوب گٹھا ہوا تھا ، سیاہ سیاہ خوبصورت آنکھیں تھیں درمیانہ قد تھا ، چہرہ اتنا پیارا تھا جیسے چاند ، آپؐ بہت بہادر تھے ، اور بیحد سخی تھے ، جب کوئی کچھ مانگتا تھا تو انکار نہیں کرتے تھے ، آپؐ میں شرم و حیا بہت تھی ، ہمیشہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے خود ہی اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیتے تھے ، اور اپنے ہاتھ سے پھٹے ہوئے جوتے سی لیتے تھے ، غریبوں پر بہت مہربانی

فرماتے تھے، بچوں سے بہت محبت کرتے تھے، آپؐ کو خوشبو بہت پسند تھی، شہد بھی بہت پسند تھا، اور گوشت اور کدو بھی بہت خوشی سے کھاتے تھے، ہمارے سرکار چڑ چڑے مزاج کے نہیں تھے، چہرہ بہت ہنس مکھ تھا، ہنسنے ہنسانے کی باتیں بھی کرتے تھے، کھیل کود کو منع نہیں کرتے تھے، ہاں اگر اللہ میاں کے حکم کے خلاف کوئی کھیل کود کرتا تھا تو اُسے منع فرماتے تھے، آپؐ کو سفید کپڑے بہت پسند تھے، آپؐ کبھی تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے، نہ میز پہ یا سینی میں کھانا کھاتے، کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ فلاں چیز خراب ہے یا میں یہ عیب ہے، جب کوئی بیمار ہوتا تھا، تو اس کی عیادت کو ضرور جاتے تھے۔

سوالات

۱۔ حضورؐ کا پورا حلیہ اور عادتیں بتلاؤ؟

بچوں کے لئے چند دلچسپ کتب

قصۂ آدم (علیہ السلام)	از مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی
جلوۂ طور	〃
ملت ابراہیم (علیہ السلام)	〃
معجزاتِ مسیح (علیہ السلام)	〃
ہمارا کلمہ	〃
میری نماز	〃
مسلمان خاوند	〃
مسلمان بیوی	〃
میلاد و وفات	〃
معراج رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	〃
تاج سلیمانی	〃
قصہ یونس (علیہ السلام)	〃
صبر ایوب (علیہ السلام)	〃
طوفانِ نوح (علیہ السلام)	〃
قصہ جرجیس (علیہ السلام)	〃
قصہ اصحابِ کہف	〃
شہادت حسین (علیہ السلام)	

ملنے کا پتہ :- دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۲

حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی تمام انسانیت کے لئے کامل نمونہ اور فلاح وترقی کا واحد راستہ ہے آپ کا پیش کردہ نظام ہر سطح سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لئے کامیاب منزل کی نشاندہی کرتا ہے اس میں جہاں بڑوں کے لئے ہدایت ورہنمائی موجود ہے وہاں چھوٹوں کے لئے بھی ہر لحاظ سے کامل ومکمل اسوہ ونمونہ ہے۔

زیر نظر رسالہ "رسول عربیؐ" مسلمان بچوں کو آسان اور دلچسپ انداز میں رسول اللہ ﷺ کی سیرۃ طیبہ سے روشناس کرانے کی ایک سعی جمیل ہے جس میں آپ کی پیدائش، سفر، حضر، نبوت، ہجرت، جہاد، مشہور غزوات، حجۃ الوداع، وصال کا بیان دلنشیں انداز میں کیا گیا۔ آسان مضامین، خوبصورت نظموں اور خاص لب ولہجہ کے ساتھ ہر گھرانے کی ضرورت اور بچوں کے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔

رسول عربیؐ

Email: ishaat@cyber.net.pk
ishaat@pk.netsolir.com